إن الفضل بيد الله يؤتيه من يشاء عسى أن يبعثك ربك مقاماً محموداً

غلام احمد قادیانی

نمبر ۸۳۵ رجسٹرڈ ایل

تار کا پتہ الفضل قادیان

THE ALFAZL QADIAN

الفضل

اخبار ہفتہ میں دوبار

فی پرچہ ایک آنہ

قادیان

ایڈیٹر غلام نبی

قیمت سالانہ پیشگی ۶ ششماہی للعہ سہ ماہی ۲/

جماعت احمدیہ کا مسلمہ آرگن جسے (۱۹۱۳ء میں) حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ نے اپنی ادارت میں جاری فرمایا

نمبر ۸۶ | مورخہ ۱۶ فروری سنہ ۱۹۲۶ء | یوم سہ شنبہ | مطابق ۲ شعبان سنہ ۱۳۴۴ھ | جلد ۱۳

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ تبدیلی آب وہوا کے لئے چند دن کے واسطے دریا کے کنارے تشریف لے گئے ہیں۔ ڈاک باقاعدہ حضور کی خدمت میں پہنچتی رہے گی۔ احباب قادیان کے پتہ پر ہی خطوط ارسال فرمائیں۔

حضور نے اپنے بعد حضرت مولوی شیر علی صاحب کو امیر جماعت احمدیہ قادیان مقرر فرمایا ✦

جناب حافظ روشن علی صاحب انجمن اسلامیہ جموں کی استدعا پر جموں تشریف لے گئے ہیں۔ جہاں آپ کے دو لیکچر ہوں گے ✦

اخبار احمدیہ

امیر جماعت احمدیہ جہلم

چونکہ مستری الٰہدین صاحب امیر جماعت احمدیہ جہلم اپنے کام پر کہیں جہلم سے باہر چلے گئے ہیں۔ اس لئے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے ان کی جگہ بابو عطا محمد صاحب کو قائمقام امیر جماعت احمدیہ جہلم مقرر فرمایا ہے۔ ناظر اعلیٰ

نظارت دعوۃ و تبلیغ کا اعلان

جو صاحب سلسلہ کے لئے ٹریکٹ چھپوائیں وہ مہربانی سے مفت تقسیم کرنے کے لئے مندرجہ ذیل پتہ پر روانہ کیا کریں ✦

منشی محمد حسین صاحب احمدی مبلغ۔ موضع ننگلہ گھنو ڈاکخانہ علی گنج۔ ضلع ایٹہ۔ یو۔ پی۔

(۲) میاں سخاوت حسین صاحب احمدی ٹیڈ ماسٹر بہت ہی غریب اور مخلص احمدی ہیں۔ ان کی دکان شہر ایٹہ کے بازار میں ہے اگر کوئی صاحب ان کے نام الفضل مفت جاری کرائیں تو اس جگہ اخبار مذکور تبلیغ کا کام دیگی۔ اور ثواب ہو گا ✦

اعلان نظارت امور عامہ

محکمہ ریلوے میں چند لوہار ترکھان۔ فٹروں کی ضرورت نکلنے والی ہے۔ اپنی اپنی درخواستیں بمعہ تصدیق چال چلن سکرٹری امور عامہ یا امیر جماعت مقامی دفتر ہذا میں بھیجدیں۔ ہانگ آنے پر ان دوستوں کو بھیجدیا جاویگا۔ درخواست گذار اپنی عمر پہلے کام کا تجربہ اگر سارٹیفکیٹ ہوں۔ تو نقول شامل کردیں۔

(۲) محکمہ ریلوے کے اسٹور میں ایک اسسٹنٹ اسٹور کیپر کی ضرورت ہے۔ جو معمولی انگریزی جانتا ہو۔ آدمی محنتی فرمانبردار ہو۔ دینی حالت اچھی ہو۔ تنخواہ تیس روپے ماہوار ہوگی۔ جو صاحب ملازمت کرنا چاہیں۔ اپنی درخواست بمعہ تصدیق چال چلن سکرٹری امور عامہ یا امیر جماعت مقامی دفتر ہذا میں بھجوادیں۔ درخواست میں اپنی عمر اور پہلے کہیں کام کیا ہو تو اس کا تذکرہ کیا جائے۔

(۳) ایک ریلوے لائن میں کچھ ... وں کی ضرورت ہے۔ جن کو شروع میں معمولی مزدوری ملے گی۔ کام سیکھنے پر ۳ اروپیہ

ملا کر لیگا۔ جو صاحب کام کرنا چاہیں۔ وہ بہت جلد اپنی درخواست بمعہ عمر اگر کچھ تعلیم ہو۔ اس کا تذکرہ کر کے سکرٹری امور عامہ یا امیر جماعت مقامی کی تصدیق متعلق چال چلن کرا کر بہت جلد دفتر ہذا میں بھجوا دیں ؎

(۴) ایک احمدی بھائی جن کا بچپن سے ہاتھ زخمی ہو کر ایک ہاتھ کی دو انگلیاں رہ گئی ہیں۔ اردو لکھ پڑھ سکتا ہے دوکانداری کے کام سے واقف ہے۔ بہت غریب آدمی ہے۔ ماں باپ ... بوڑھے ہیں جن کی خدمت اس کے ذمہ ہے اور ایک یتیم برادر زادہ ہے۔ جس کی پرورش بھی اس کے ذمہ ہے۔ اس کے لئے روزگار کی ضرورت ہے۔ کسی دوکاندار یا ٹھیکہ والے کو کسی کارندہ کی ضرورت ہو۔ تو اسے ملازم رکھ کر ثواب حاصل کریں۔

امرتسر میں مہمان خانہ

دوستوں کی تکلیف کو مد نظر رکھتے ہوئے امرتسر میں ایک وسیع مکان مہمانخانہ کی غرض سے کرایہ پر لیا گیا ہے۔ جس میں سوائے خوراک باقی سب سامان مہیا کیا جائے گا۔ مہمان آسانی سے آ کر رہ سکتے ہیں۔ پتہ:۔ چوک فرید۔ موری گنج۔ متصل مکان ڈاکٹر امیرالدین صاحب۔ بر مکان بابو عبدالرشید صاحب۔

درخواست دعا

شیخ عبدالمجید صاحب احمدی پنجاب فلور ملز آگرہ کا بچہ صغیر احمد بعارضہ نمونیا بیمار ہو گیا تھا۔ اب اسے آرام ہے۔ مخلص احباب کرام سے اس کی صحت کامل اور درازی عمر کی درخواست دعا کرتے ہیں۔

عبدالمغنی ناظر بیت المال۔ قادیان

نظارت بیت المال کا اعلان

صدر انجمن احمدیہ قادیان کا مالی سال ۳۰ر ستمبر کو ختم ہوتا تھا۔ مگر مجلس مشاورت اپریل ۱۹۲۵ء میں یہ فیصلہ ہوا تھا۔ کہ آئندہ مالی سال ۳۰ر اپریل کو ختم ہوا کرے گا۔ اور یکم مئی سے نیا سال شروع ہو گا۔ اس لئے احباب کی اطلاع کے لئے شائع کیا جاتا ہے۔ کہ یکم اکتوبر ۱۹۲۵ء کو جو مالی سال شروع ہوا تھا۔ وہ ۳۰ر اپریل ۱۹۲۶ء کو ختم ہو گا۔ اور آئندہ یکم مئی ۱۹۲۶ء سے نیا سال شروع ہو گا۔

تمام جماعتوں کے عہدہ داران کو خصوصاً اور دیگر احباب کو عموماً معلوم رہے۔ کہ اپنے سات ماہ کے بجٹ کو جو ۳۰ر اپریل کو ختم ہو گا۔ پورا کر کے مشکور فرمائیں۔

عبدالمغنی۔ ناظر بیت المال۔ قادیان

جلسہ سالانہ انجمن احمدیہ دہلی و شملہ

انجمن احمدیہ دہلی و شملہ کا سالانہ جلسہ دہلی میں بتاریخ ۲۶، ۲۷، ۲۸ر فروری ۱۹۲۶ء قرار پایا ہے۔ احمدی احباب ... میرٹھ، علی گڑھ، بریلی، شاہجہانپور، سہارنپور، انبالہ، لکھنؤ، پنجاب یعنی کرنال، پانی پت، سونی پت، حصار، انبالہ، پٹیالہ، جیند، سنگرور، سامانہ، سنور وغیرہ مقررہ تاریخوں میں شریک جلسہ ہو کر عنداللہ ماجور ہوں۔ قیام گاہ بلی ماراں مکان بابو اعجاز حسین صاحب واقعہ کوٹھی نواب لوہارو ہو گا۔ برادران مقامات مذکورۃ الصدر کو چاہیئے کہ زیادہ تعداد میں تشریف لا کر جلسہ کی رونق کو بڑھائیں۔ جو صدر مقام میں ہونے کی حیثیت سے ان سب کا واحد جلسہ ہے۔ دہلی بلی ماراں۔ محمد حسین اتساں احمدی سکرٹری جلسہ سالانہ ... حکیم آغا جان

انجمن احمدیہ جالندھر شہر کا جلسہ

انجمن کا دوسرا سالانہ جلسہ بتاریخ ۲۰ و ۲۱ر فروری ۱۹۲۶ء بروز ہفتہ و اتوار منڈوہ لالہ کشن دیال واقعہ ریلوے روڈ میں منعقد ہو گا۔ جس میں سلسلہ عالیہ کے مشہور علماء کرام تقاریر فرماوینگے۔ ضلع جالندھر و ہوشیارپور کے احباب سے درخواست ہے کہ اس موقعہ پر تشریف لا کر جلسہ کی رونق بڑھاتے ہوئے حضرات علماء کرام کے لکچروں سے مستفید ہوں۔ خاکسار عبدالکریم (مولوی فاضل)

ایک خاتون کا انتقال

خاکسار کی نانی صاحبہ ہمشیرہ مولوی سید سعیدالدین صاحب مرحوم جو کہ جماعت احمدیہ سونگھڑہ کی پرانی معمر مخلص احمدی خاتون تھیں۔ مورخہ ۱۸ر جنوری ۱۹۲۶ء کو قریباً ۸۰ سال کی عمر میں فوت ہو گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ ایک باقاعدہ تہجد گذار نیک بخت خاتون تھیں۔ باوجود ایک طویل عرصہ اپنے خاوند کے زیر اثر رہ کے (جو کہ ایک کٹر غیر احمدی تھے) احمدیت کے دامن سے وابستہ رہیں۔ جماعت میں جن ایام میں حقہ نوشی ترک کرنے کے لئے سلسلہ کے اخبارات میں تحریک ہو رہی تھی۔ تو آپ نے یک لخت قریباً پچاس سال کی حقہ کی عادت کو بالکل ترک کر دیا۔ اگر اس کا کوئی نام لیتا۔ تو سخت نفرت کا اظہار کرتیں۔ آپ نے مقبرہ بہشتی کے لئے وصیت بھی کی ہوئی ہے۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو غریق رحمت کرے۔ سید صمصام الدین از سونگھڑہ

(۲) میری بھتیجی عزیزہ سعیدہ بیگم ۱۸ر جنوری ۱۹۲۶ء کو فوت ہو گئی ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اس کے والدین پہلے ہی فوت ہو گئے تھے بہت نیک طبیعت لڑکی تھی۔ احباب مرحومہ کے لئے دعائے مغفرت کریں۔ محمد بخش۔ ...

(۳) چودھری محمد حسین خان صاحب پریزیڈنٹ انجمن احمدیہ کاٹھ گڈھ ضلع ہوشیارپور انجمن کے سرگرم ممبر تھے۔ اور جماعت کے کاموں میں سب سے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا کرتے تھے۔ ... چندہ دیتے تھے۔ جماعت کاٹھ گڈھ جب کوئی جلسہ وغیرہ کیا کرتی تھی تو کھانا وغیرہ اکثر مہمانوں کو یہی دیا کرتے تھے۔ عمر ۲۲ سال ۱۴ سال سے احمدی تھے۔ ۸ر فروری کو بیٹھک گر جانے سے بیمار ہو کر اسی دن عشاء کی نماز کے وقت فوت ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ تمام انجمن ہائے احمدیہ کی خدمت میں عرض ہے کہ احباب ان کے لئے دعائے مغفرت کریں۔ عبدالمنان کاٹھ گڈھ

نظم

دشمن بھی تو بیٹھا نہ رہے چین سے گھر میں
کیا یہ بھی نہ ہو گا میرے نالوں کے اثر میں

طوفان ہی لائینگے یہ آنسو نہیں تھمتے
ہے ضبط کی طاقت نہ میرے دیدۂ تر میں

جاں کیوں نہ کروں تجھ پہ فدا اے غم جاناں
اک تو ہی تو ہمراز رہا سارے سفر میں

میں ساقیٔ کوثر کے نہ میخانہ کو چھوڑوں
سودا ہے سمایا ہوا ناصح تیرے سر میں

آتا ہے کوئی تو کہ تڑپ بڑھ گئی دل کی
بے چین دعائیں ہیں تمنائے اثر میں

آئے گی کبھی منزل مقصود بھی یا رب
رہتا ہوں پریشاں شب و روز سفر میں

آنکھوں میں تصور ہے ترا دل میں تری یاد
یہ کچھ ہے اثاثہ تیرے بیمار کے گھر میں

جاؤں میں تیری شوخیٔ رفتار کے صدقے
سجدے کریں عشاق تیری راہ گذر میں

اس پردے پہ قرباں کہ نظر آتے نہیں ہو
اور پھرتے بھی رہتے ہو زمانے کی نظر میں

کرتی ہیں غضب یار تیری نیچی نگاہیں
ہیں تیر لگیں خاک نشینوں کے جگر میں

انصاف سے دیکھیں تو نظر آئے بھی انکو
جو تجھ میں ہے وہ نور کہاں شمس و قمر میں

نام ان کا زباں پر جو ہے تو اس حسن کے صدقے
بے دیکھے ہی وہ رہنے لگے میری نظر میں

حاصل ہی جسے دولت پا بوس محمد صلعم
اس کوچہ کی مٹی کو رکھوں دیدۂ تر میں

منظور کی فرقت میں یہ حالت ہے کہ جیسے
دم کوئی رہا باقی ہو کسی شمع سحر میں

منظور احمد ... (مولوی)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

یوم سہ شنبہ قادیان دارالامان - ۱۶ر فروری ۱۹۲۶ء

"پیغام صلح" اور "الفضل" کا لہجہ

جناب سید عبدالمجید صاحب نے کپورتھلہ سے مندرجہ بالا عنوان سے ایک طویل مضمون بھیجا ہے۔ اگرچہ ان کے لئے اس کے لکھنے کا محرک "پیغام صلح" کا وہ مضمون ہوا ہے۔ جو "قادیان میں منچلے" کے عنوان سے کئی نمبروں میں شائع ہوا ہے۔ اور جس میں حد سے زیادہ بدزبانی اور بداخلاقی کا اظہار کیا گیا ہے۔ مگر انہوں نے "الفضل" کے لہجہ کی بھی شکایت کی ہے چونکہ ان کا مضمون محض عملہ اخبار سے تعلق رکھتا ہے۔ اس لئے ہم اسے شائع کرنے کی ضرورت نہیں سمجھتے۔ البتہ جناب سید صاحب اور دیگر ناظرین کی اطلاع کے لئے یہ لکھ دینا ضروری سمجھتے ہیں۔ کہ ایک عرصہ سے "الفضل" نے باوجود "پیغام صلح" کی متواتر درشت کلامی اور دل آزاری کے ترکی بہ ترکی جواب دینا قطعاً چھوڑ دیا ہے۔ چنانچہ گذشتہ سال سوا سال سے ہم اس امر کی نہایت پختگی کے ساتھ پابندی کر رہے ہیں۔ اور کوئی مضمون جوابی طور پر بھی غیر مبایعین کے متعلق ایسا شائع نہیں کیا گیا۔ جس میں متانت اور سنجیدگی کا خاص طور پر خیال نہ رکھا گیا ہو۔ اور جسے دل آزار قرار دیا جا سکتا ہو۔ لیکن اس کے مقابلہ میں "پیغام صلح" میں مبایعین کے متعلق جس تہذیب اور شرافت سے کام لیا جا رہا ہے اس کا تازہ بتازہ ثبوت اسی مضمون سے مل سکتا ہے۔ جس کا ذکر جناب سید صاحب نے اپنے مضمون میں کیا ہے۔ اور اس سے بڑھکر ثبوت ان مضامین سے مہیا ہو سکتا ہے۔ جو عرصہ سے جناب ڈاکٹر سید بشارت احمد صاحب کی طرف سے "پیغام صلح" میں مسلسل اور متواتر درج ہو رہے ہیں۔ ان مضامین کا لب و لہجہ جس قدر عامیانہ اور بازاری ہے۔ ان میں جس طریق سے خاندان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تضحیک اور تذلیل کی جاتی ہے۔ ان میں جس طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اولاد کے متعلق دل آزار اور رنج انگیز الفاظ استعمال کئے جاتے ہیں۔ ان کی نسبت ہمیں کچھ کہنے کی ضرورت نہیں۔ ان مضامین سے طبائع میں سخت اشتعال پیدا ہونا لازمی ہے۔ لیکن باوجود اس کے "الفضل" نے صبر سے کام لیا اور درشت کلامی کے مقابلہ میں مہر بلب رہنا ہی مناسب سمجھا ہے۔ ہم خدا تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں۔ کہ وہ ہمیں آیندہ بھی اسی روش پر قائم رہنے کی توفیق بخشے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس ارشاد پر عمل پیرا ہونے کی سعادت نصیب کرے کہ

گالیاں سن کے دعا دیتا ہوں ان لوگوں کو
رحم ہے جوش میں اور غیظ گھٹایا ہم نے

جہاں تک ہماری طاقت اور ہمت میں ہے۔ ہم اس کی پابندی کر رہے ہیں۔ اور انشاء اللہ کرتے رہینگے۔ ہمارے معزز نامہ نگار صاحبان بھی اس بات کا خاص خیال رکھتے ہیں۔ اور اگر کوئی لفظ ان کے قلم سے ایسا نکل بھی جائے۔ جسے موزوں اور مناسب نہ سمجھا جائے۔ تو اس کی اصلاح کر دی جاتی ہے لیکن باوجود اس قدر احتیاط اور سعی کے پیغام صلح کے لہجہ میں نہ صرف کوئی فرق نہیں آیا۔ بلکہ وہ دن بدن زیادہ کرخت اور دل آزار ہو رہا ہے۔ اور اس میں امام جماعت احمدیہ اور دیگر واجب الاکرام اصحاب کے متعلق ایسے ایسے ناپسندیدہ الفاظ استعمال کئے جاتے ہیں۔ اور وہ لوگ استعمال کرتے ہیں۔ جو غیر مبایعین کے لیڈر اور راہ نما ہیں۔ کہ جنہیں مذاق سلیم رکھنے والا ہر شخص قابل نفرت قرار دے گا۔

ان حالات میں اگرچہ صبر سے کام لینا بہت مشکل ہے کیونکہ آئے دن کی چھیڑ خانی۔ گالی گلوچ اور استہزاء و تمسخر پر طبائع میں جوش پیدا ہو جانا لازمی ہے۔ لیکن جہاں تک ممکن ہو گا۔ ہم اس بارے میں صبر سے ہی کام لینگے۔ اور اپنے معزز نامہ نگاروں سے بھی یہی عرض کرینگے۔ کہ وہ بھی گالیوں کے جواب میں صبر اور تحمل سے کام لیں۔ اور اختلافی مسائل پر نہایت متانت اور سنجیدگی کے ساتھ خامہ فرسائی کریں۔ اسی طرح ہم تمام جماعت سے گذارش کرتے ہیں کہ کسی موقع اور کسی محل پر بھی کسی احمدی کو کوئی ایسی حرکت نہ کرنی چاہیئے۔ جو وقار اور سنجیدگی کے خلاف ہو۔ خواہ مقابل سے کیسا ہی اشتعال انگیز سلوک ہو۔ اور ہر موقعہ پر اپنے اعلےٰ اخلاق اور عادات کا ثبوت پیش کرنا چاہیئے۔ بلاشبہ اس میں بہت کچھ تکلیف اور دقت پیش آئیگی۔ لیکن اس میں بھی شک نہیں کہ دنیا کو فتح کرنے اور دشمنوں کو دوست بنانے کا یہی نہایت کامیاب طریق ہے۔ اگر بداخلاقی کے مقابلہ میں خوش اخلاقی دکھلائی جائے۔ اگر گالیوں کے مقابلہ میں خوشی اختیار کی جائے۔ اگر طعن و تشنیع کے جواب میں متانت و سنجیدگی سے بات کی جائے۔ تو سخت سے سخت معاند کو بھی اپنی بے حیائی اور خلاف انسانیت حرکات پر نادم و شرمندہ ہونا پڑتا ہے۔ اور وہ اپنے دشمن کی تعریف کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ پس ہماری جماعت کو خوش اخلاقی اور اعلےٰ صفات کے ذریعہ اپنے مخالفین کے قلوب کو فتح کرنا چاہیئے۔

نباتات میں زندگی

یہ بات ایک مشہور ہندو ڈاکٹر مسٹر جگدیش چندر بوس کے ذریعہ پایہ ثبوت تک پہنچ چکی ہے۔ کہ نباتات میں بھی اسی طرح زندگی پائی جاتی ہے۔ جس طرح حیوانات میں ہے۔ چنانچہ چند دن ہوئے "بوس انسٹی ٹیوٹ" میں ایک بہت بڑے مجمع کے سامنے ڈاکٹر صاحب موصوف نے "درخت بھی دل رکھتے ہیں" کے مضمون پر لیکچر دیا جس میں بتایا :-

"جڑھ سے لیکر چوٹی تک درخت بھی نس ناڑیاں رکھتے ہیں اور ان کی دھڑکن محسوس کی جا سکتی ہے۔ نباتات میں تھکاوٹ محسوس کرنے کا بالکل اسی طرح احساس موجود ہے۔ جس طرح کہ حیوانات میں ہے۔ اور دونوں کی تھکاوٹ کچھ وقفہ آرام کرنے کے بعد دور ہو جاتی ہے۔ ایسی بھی چیزیں ہیں۔ جن کے دینے سے نباتات میں اس احساس کی طاقت بے حد بڑھ جاتی ہے۔ اس کے برخلاف ایسے زہر بھی ہیں۔ جو درخت کی اس زندگی کا خاتمہ کر دیتے ہیں۔ دن بدن جاندار اور بے جاندار کے درمیان جو فرق ہے۔ کم ہو رہا ہے۔ مادہ میں بھی زندگی کی جھلک اور طاقت کے نشان پائے جاتے ہیں۔

عام طور پر لوگوں کا عقیدہ ہے۔ کہ نباتات اور حیوانات میں بڑا بھاری فرق ہے۔ حیوانات میں صدمہ کی چوٹ کو محسوس کرنے کی طاقت ہے۔ اس کے دل کی نبض بھی چلتی ہے۔ اس کے حواس خمسہ بھی کام کرتے ہیں۔ اور ہر ایسی چوٹ کو مختلف ذریعوں سے محسوس کرتے ہیں۔ اور اس کا اثر تمام جسم کے مختلف حصوں پر پڑتا ہے۔ دُور کی چیزوں کے اثر بھی اس پر اپنا اثر ڈالتے ہیں۔ ان لوگوں کا یہ عقیدہ ہے کہ نباتات ان تمام برکتوں سے محروم ہے۔ ان لوگوں کے خیال میں نباتات اور حیوانات میں کوئی تعلق نہیں ہے۔ ان میں کوئی مشترکہ عمل یا طاقت کام نہیں کرتے۔ میں نے ان تمام باطل خیالات کو غلط ثابت کر دیا ہے۔ یہ کہا جائے گا کہ اس غلطی یا ناواقفیت کا باعث یہ ہے۔ کہ نباتات خود اپنی حقیقت کے ظاہر کرنے میں قاصر ہیں۔ اور اس سے ہی پایا جاتا ہے کہ ان میں جان نہیں ہے۔ مگر اب جبکہ میں نے بارہا مختلف طریقوں سے دنیا پر ظاہر کر دیا ہے کہ نباتات میں جان ہے۔ تو پھر اب ایسے طریقے بھی دنیا کو بتانے میں مجھے خوشی ہے کہ نباتات میں دل بھی ہے۔ اور ان کی نبض بھی برابر چلتی ہے۔ میرا دعویٰ

ہے کہ نباتات اور حیوانات میں جہاں تک زندگی کا تعلق ہے کوئی فرق نہیں ہے۔ درخت کو جب کاٹ دیا جاتا ہے۔ تو وہ اس درد اور سختی کو بالکل اسی طرح محسوس کرتا ہے جس طرح کہ ایک حیوان۔ اسی طرح مختلف جڑی بوٹیوں پر بھی اثر پڑتا ہے۔"

آریہ صاحبان اور گوشت خوری

ڈاکٹر موصوف کے لیکچر کی مندرجہ بالا روئداد آریہ اخبار تیج (۱۱ دسمبر ۱۹۲۵ء) نے اپنے پہلے صفحہ پر شائع کی ہے۔ لیکن آج تک کسی آریہ بھائی نے اسے غلط ثابت کرنے کی کوشش نہیں کی اس صورت میں ہم آریہ صاحبان کی توجہ اس مضمون کی آخری سطور کی طرف خاص طور پر دلانا چاہتے ہیں۔ جن میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ جب کسی پودہ کو کاٹا جاتا ہے۔ تو وہ بھی اسی طرح درد محسوس کرتا ہے۔ جس طرح ایک حیوان ذبح کرنے کے وقت کرتا ہے۔

سوال یہ ہے۔ کہ جب آریہ صاحبان گوشت نہ کھانے کی یہ وجہ قرار دیا کرتے ہیں۔ کہ اس طرح حیوانوں پر ظلم ہوتا ہے۔ اور گوشت کھانے والے لوگوں کو ظالم قرار دیتے ہیں۔ کیا وہ سبزی کھانا بھی چھوڑ دیں گے۔ کیونکہ سبزی بھی کاٹنے سے اسی طرح درد محسوس کرتی ہے۔ جس طرح حیوان۔ اب دو ہی صورتیں ہیں۔ اول یا تو آریہ صاحبان سبزی کھانا بھی قطعاً ترک کر دیں۔ اور ہر ایک وہ چیز جو زمین سے پیدا ہوتی۔ اور نباتات میں داخل ہے۔ اس کا کھانا بالکل چھوڑ دیں۔ یا پھر ڈاکٹر بوس کی اس تحقیقات کو غلط ثابت کر دیں۔ ہاں ایک اور صورت بھی ہے۔ اور وہ یہ کہ گوشت کھانا شروع کر دیں کیونکہ اب گوشت خوری اور سبزی خوری میں کوئی فرق نہیں رہ گیا۔

سوامی شردھانند کا اسلام

بقول معاصر وکیل (۱۱ دسمبر) سیتاپور کی ایک تقریر کے دوران میں سوامی شردھانند نے فرمایا :۔

"میں بھی لا الہ الا اللہ کا قائل ہوں۔ اور وہابی بھی اسی کے قائل ہیں۔ اس کی بنا پر میں بھی وہابی مسلمان ہوں۔"

کیا جناب مولوی محمد علی صاحب امیر غیر مبایعین جن کا عقیدہ ہے کہ مسلمان ہونے کے لئے صرف لا الہ الا اللہ کا اقرار کافی ہے وہ سوامی شردھانند صاحب کو بھی مسلمان قرار دیتے ہیں یا نہیں اگر نہیں تو کیوں؟ جبکہ انہوں نے علی الاعلان اقرار کیا ہے۔ کہ وہ لا الہ الا اللہ کے قائل ہیں۔ اگر مسلمان ہونے کیلئے صرف یہی اقرار کافی ہے اور اس کے ساتھ نبوت کا ماننا ضروری نہیں تو پھر صرف سوامی شردھانند کو مسلمان کہنا پڑیگا بلکہ اور بھی بیشمار لوگ ایسے ہونگے جو مسلمان کہلا سکینگے حالانکہ وہ بھی سوامی جی کی طرح اسلام کے سخت دشمن ہونگے۔

عربوں کی دردناک حالت

جس وقت ہم یہ کہتے ہیں کہ اسوقت ظہر الفساد فی البر والبحر کا نظارہ ہر طرف نظر آرہا ہے۔ اور ضرورت ہے۔ کہ خدا تعالیٰ کسی مصلح کو دنیا کی اصلاح کے لئے بھیجے۔ تو کہدیا جاتا ہے کہ کسی مصلح کی ضرورت ہی کیا ہے۔ اور کونسی خرابی ایسی پیدا ہو گئی ہے۔ جو سوائے کسی مامور کے دور نہیں ہو سکتی۔ لیکن ہمیں یہ جواب دینے والے جب خود دنیا میں نکلکر دیکھتے ہیں تو انہیں معلوم ہو جاتا ہے۔ کہ اس زمانہ میں جو حالت ہو رہی ہے۔ اس سے بدتر حالت کبھی نہیں ہوئی۔ ان لوگوں کو چھوڑ دو۔ جو اسلام کے قائل ہی نہیں۔ کہ وہ کن برائیوں اور بدکاریوں بلکہ سیاہ کاریوں میں مبتلا ہیں۔ خود مسلمان کہلانے والوں کو دیکھو ان کی کیا حالت ہے۔ پھر عام مسلمانوں کو جانے دو۔ ان مسلمانوں کو دیکھو جو اس ارض حرم میں بستے ہیں۔ جہاں خدا تعالیٰ کا کامل نور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وجود باجود میں ظاہر ہوا۔ اور جہاں کا ایک ایک ذرہ خدا تعالیٰ کے بے شمار نشانات کا حامل ہے کہ وہ کس حالت میں ہیں۔

جناب غلام رسول صاحب مہر نے اپنے حالات سفر جو زمیندار میں شائع کرائے ہیں۔ ان میں عربوں کی حالت کا اندازہ لگانے کے لئے بہت کچھ مواد مل سکتا ہے۔ ایک موقع پر وہ لکھتے ہیں :۔

"عربوں کی حالت کی نسبت کچھ پوچھنا ہی نہیں چاہیئے جا بجا قہوہ خانے بنے ہوئے ہیں۔ جہاں عرب دنیا و مافیہا سے بے خبر بیٹھے چائے اور قہوہ پیتے رہتے ہیں۔ حقہ نوشی کرتے رہتے ہیں۔ اور تاش کھیلتے رہتے ہیں۔ ان کی اخلاقی حالت کے متعلق یہاں بے حد دردانگیز واقعات معلوم ہوئے ہیں۔ تقریباً تمام عرب پیر پرستی گور پرستی اور اوہام پرستی میں مبتلا ہیں۔ سب میں مشرکانہ رسوم رائج ہیں۔ پیروں کے نام پر بچوں کی چوٹیاں رکھی جاتی ہیں۔ اور وقت مقررہ کے بعد نیاز دیکر کاٹی جاتی ہیں اسلام کی سچی تصویر کی متمنی آنکھوں کے لئے اس مقام پر تسکین کا شاید کوئی بھی سامان نہیں۔" (زمیندار ۱۳ دسمبر)

یہاں لوگوں کی حالت ہے۔ جنہیں سب سے پہلے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مخاطب فرمایا۔ اور جنہوں نے اسلام کی صداقت سب سے زیادہ قریب سے دیکھی۔

ہندوؤں سے چھوت چھات

اس بارے میں جو مضمون الفضل کے ایک گذشتہ پرچہ میں لکھا گیا تھا۔ اس کے متعلق آریہ اخبار "ملاپ" (۹ فروری) نے حسب ذیل رائے ظاہر کی ہے :۔

"علی گڑھ کالج کے گریجوایٹوں نے تو ہندوؤں کے خلاف مسلمانوں میں نفرت پھیلائی ہی تھی۔ لیکن اب قادیانیوں یا مرزائی فرقہ کے لوگوں نے بھی ہندوؤں کے خلاف نفرت کا پرچار شروع کیا ہوا ہے۔ کہنے کو تو احمدی یا مرزائی کرشن بھگوان کو بھی مانتے ہیں۔ لیکن ان کا عمل ذیل کی سطور سے ظاہر ہوگا۔ جو احمدیوں کے سرکاری اخبار الفضل کے لیڈنگ آرٹیکل میں شائع ہوئی ہیں۔

مسلمانوں کے لئے یہ نہایت ضروری ہے۔ کہ وہ ہندوؤں کی بنائی ہوئی ان اشیاء کو قطعاً استعمال نہ کریں۔ جو مسلمانوں کی بنائی ہوئی ہندو استعمال نہیں کرتے۔ اور اس کے متعلق پوری پابندی کے ساتھ عمل کریں۔"

معلوم نہیں۔ ان سطور میں ہندوؤں کے خلاف نفرت کا کونسا پرچار کیا گیا ہے۔ جس پر ملاپ کو خامہ فرسائی کرنی پڑی۔ جو کچھ کہا گیا ہے۔ وہ صرف یہ ہے کہ جب ہندو مسلمانوں کو ناپاک سمجھکر ان کے ہاتھ کی بنی ہوئی خوردنی اشیاء نہیں کھاتے۔ تو مسلمانوں کو بھی ہندوؤں کے ہاتھ کی نہیں کھانی چاہئیں۔ اب اگر ہندوؤں کی یہ روش مسلمانوں سے نفرت پر مبنی ہے۔ تو انہیں مسلمانوں سے کیا شکایت ہو سکتی ہے پہلے وہ خود اس سے باز رہیں۔ اور پھر مسلمانوں سے اس کا مطالبہ کریں۔ موجودہ صورت میں تو ہم یہی کہیں گے۔ کہ مسلمانوں کے لئے ہندوؤں سے چھوت چھات نہ صرف انسانی غیرت اور حمیت کے رو سے بلکہ قومی اور مذہبی لحاظ سے نہایت ضروری ہے۔ اور جب تک مسلمان اس پر پوری طرح عمل پیرا نہ ہونگے۔ اس وقت تک ان نقصانات سے نہیں بچ سکیں گے۔ جو ہندو انہیں پہنچا رہے ہیں۔

مولوی ثناء اللہ صاحب آریوں کی حمایت میں

مولوی صاحب موصوف نے اپنے ۱۵ر جنوری کے پرچہ میں احمدیوں اور آریوں کے مباحثات کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں :۔

"جو فریق ہم سے کسی قسم کی مدد چاہیگا۔ ہم اپنے مقدور کے موافق اس کی مدد کریں گے۔"

چونکہ ہم مولوی صاحب کو اس قابل ہی نہیں سمجھتے کہ وہ دینی مباحثات میں ہمیں کسی قسم کی مدد دے سکتے ہیں۔ اس لئے وہ آریوں کو جو مدد دینا چاہیں دیں۔ اور آریوں سے مل کر ہمارے خلاف زور لگانے کی حسرت بھی پوری کر لیں تا الکفر ملت واحدہ کی تصدیق ہو جائے۔ رہی یہ بات کہ آریہ جو اسلام کے سخت دشمن ہیں۔ انکی امداد کرنا کہاں اسلامی غیرت اور حمیت کے مطابق ہے اس کیلئے یاد رکھنا چاہیئے کہ جب مولوی صاحب چمپو پتی کے مصنف سے جس نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں سخت بد زبانی کی ہے کے بعد ... اس سے مل کر اظہار محبت و الفت کر چکے ہیں تو اب ہمارے خلاف آریوں کی امداد کرنا کونسی بڑی بات ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ جمعہ

انبیاء کی جماعت میں مختلف استعداد کے لوگ

از حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہٖ

فرمودہ ۵ ؍ فروری ۱۹۲۶ء

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

دنیا میں کسی جنس کی بھی تمام چیزیں یکساں نہیں ہوتیں۔ کوئی چیز اپنی جنس کی خوبی نمایاں طور پر دکھانے والی ہوتی ہے۔ اور کوئی کم طور پر دکھانے والی۔ کوئی اس جنس کی تمام خوبیاں اور تمام صفات اپنے اندر رکھتی ہے۔ کوئی بہت کم اور کوئی درمیانہ انداز میں۔ حتیٰ کہ تمام کے تمام انسان بھی یکساں نہیں ہوتے۔ نہ ہی سارے انسان فرشتہ ہوتے ہیں۔ اور نہ ہی شیطان۔ کچھ فرشتہ خصلت ہوتے ہیں۔ کچھ شیطان صفت۔ کچھ درمیانی حالت رکھتے ہیں۔ اسی طرح کوئی عمدہ سے عمدہ پھل لے لیں۔ اور اگر یہ چاہیں۔ کہ سارے کے سارے یکساں ہوں تو یہ مشکل ہے۔ سارے کے سارے پھل کسی جنس کے بھی برابر نہیں ہوسکتے۔ ان میں سے کوئی تو اپنی تمام خوبیاں اپنے اندر رکھتے ہیں۔ اور کوئی کم۔ آم ہی کو لے لو۔ بعض ان میں سے نہایت اعلیٰ درجہ کے ہوتے ہیں اور بعض ادنیٰ درجہ کے۔ پھر ایسے بھی ہوتے ہیں۔ جو درمیانی ہوتے ہیں۔ پھر جو ادنیٰ درجے کے ہوتے ہیں۔ ان میں سے بعض ایسے ہوتے ہیں۔ جو اتنے خراب تو نہیں ہوتے۔ کہ انسان کھا ہی نہ سکے۔ لیکن اتنے اچھے بھی نہیں ہوتے۔ کہ انسان ان کو پسند کرے۔

فائدہ دیکھنے کا معیار پس کسی چیز کا فائدہ اگر دیکھنا ہو۔ تو اس میں سے جو اعلیٰ ہو۔ اس سے دیکھا جا سکتا ہے۔ ایک دوائی کے متعلق ڈاکٹر بحث کرتے ہیں مگر وہ اس کے متعلق بحث کرتے ہوئے ہرگز یہ نہیں کہتے۔ کہ فلاں فلاں کو یہ دوائی دی مگر اس نے فائدہ نہ دیا۔ بلکہ وہ اس پر بحث کرتے ہیں۔ کہ فلاں فلاں کو دی گئی۔ تو اس نے یہ یہ عظیم الشان فائدے دکھائے۔ اور جب کسی دوائی سے فائدہ نہیں ہوتا۔ تو وہ کہتے ہیں۔ دوائی نے اثر نہ کیا۔ نہ یہ کہ دوائی میں اثر ہی نہیں۔ پس اگر اس دوائی سے مرض بڑھ جاتی ہے۔ تو کہتے ہیں دوائی کا اثر نہیں ہوا۔ اور اگر اس نے آہستہ آہستہ مرض کو روک دیا۔ تو سمجھا جاتا ہے۔ اس نے اثر کیا۔ پھر بعض دوائیں فوری اثر کرتی ہیں۔ اور انسان حیرت میں پڑ جاتا ہے۔ کہ آناً فاناً کس طرح صحت ہوگئی۔ پھر یہ بھی ہو سکتا ہے۔ کہ جہاں دوائی نے اثر نہ کیا۔ وہاں سمجھا جا سکتا ہے۔ کہ مریض ہی کی حالت اس دوائی کے لائق نہ تھی۔ یا طبیب نے ہی غلط نسخہ تجویز کیا ہو۔ یا اگر طبیب نے صحیح نسخہ تجویز کیا ہو تو تیمارداروں نے ہی احتیاط نہ کی ہو۔ لیکن یہ بات بالکل درست ہے۔ کہ جہاں غیر معمولی تغیر پیدا ہو۔ وہ ضرور دوائی کا اثر ہوتا ہے۔

انبیاء کے کام کا معیار اسی معیار پر انبیاء کے کام کو بھی دیکھا جاتا ہے۔ اگر اعلیٰ نمونوں کو چھوڑ کر انبیاء کی جماعت میں سے صرف یہی دیکھیں۔ کہ فلاں میں کمزوری ہے۔ فلاں میں نقص ہے۔ فلاں میں عیب ہے۔ تو کسی نبی کی بھی نبوت ثابت نہیں ہو سکتی۔ کوئی نبی ایسا نہیں گذرا جس کی امت میں کمزور آدمی نہ ہوئے ہوں۔ یا جس کی امت میں نقص رکھنے والے اشخاص نہ پائے گئے ہوں۔ نبی کی امت انتخاب کے ذریعہ نہیں بنائی جاتی۔ کہ جو لوگ اچھے اچھے ہوں۔ انہیں منتخب کر لیا جائے۔ اس کی مثال تو ہسپتال کی طرح ہے۔ جہاں مختلف مرضوں والے آتے ہیں۔ اور شفا پاتے ہیں۔ جس طرح ایک ڈاکٹر ہسپتال میں ایک مریض کی صحت کیلئے سعی کرتا ہے۔ اسی طرح ایک نبی کا کام ہے۔ کہ وہ اپنی جماعت کی کمزوریوں اور نقصوں کی اصلاح کی کوشش کرے۔ نبی تو اس شخص کی بھی اصلاح کی کوشش کرے گا۔ جو کمزوریوں کی انتہا کو پہنچ چکا ہے۔ اور اسے چھوڑ نہیں دیتا۔ جس طرح کہ ڈاکٹر اگر ایک مرتے ہوئے مریض کے پاس بھی بلایا جاتا ہے۔ تو بھی نسخہ تجویز کرتا ہے۔ اور یہ نہیں کہتا کہ اب علاج نہ کراؤ۔

مریض کو خود مار ڈالنا اعلیٰ ڈاکٹر تو ایسے نازک وقت میں بھی دوائی تجویز کرنے سے انکار نہیں کرتا۔ لیکن بعض نادان ایسے ہوتے ہیں جیسا کہ آج کل بھی بعض لوگ ہیں کہ بعض ان مریضوں کو جو سخت بیمار ہوتے ہیں۔ اور جن کی مرض لمبی چلی جاتی ہے۔ اس خیال سے کہ بچنا تو ہے نہیں۔ آج نہ مرا تو کل مرے گا۔ بیمار کو خود ہی مار ڈالتے ہیں۔ لیکن عقلمند لوگ ایسا نہیں کرتے۔ بلکہ وہ اس کی مخالفت کرتے ہیں۔ کیونکہ وہ دیکھتے ہیں۔ بعض دفعہ ایسے مریض تندرست ہو جاتے ہیں۔ جن کے بچنے کی قطعاً توقع نہیں ہوتی۔ چنانچہ بیسیوں ایسے مریض دیکھے گئے ہیں۔ کہ وہ لاعلاج قرار دیئے گئے۔ مگر ان کو صحت حاصل ہو گئی۔

مسلول عورت کا واقعہ تھوڑے ہی دن ہوئے ہیں ایسے ایک ڈاکٹر نے اسی قسم کا ایک واقعہ سنایا۔ کہ ایک دفعہ ایک سل کی مریضہ میرے پاس آئی۔ اس کی حالت اس قدر خراب تھی۔ کہ میں نے سمجھا یہ بچ نہیں سکتی۔ ضرور مر جائے گی۔ چونکہ اپنے پیشے کے لحاظ سے مریض کو جواب نہیں دیا جا سکتا۔ اس لئے اس کی تسلی کے لئے کچھ نہ کچھ دوائی دینی پڑتی ہے۔ میں نے سکاٹس املشن اور آئیوڈوفارم ملا کر اسے دے دیا۔ اور اس کے ساتھ والوں کو کہہ دیا۔ کہ یہ اسے کھلایا کرو۔ وہ اسے چارپائی پر اٹھا کر لائے تھے۔ چند ماہ کے بعد ایک عورت آئی۔ جو بالکل تندرست تھی وہ اپنے ساتھ کچھ پھل اور کچھ اور چیزیں لائی۔ اور مجھے دینے لگی۔ میں نے پوچھا یہ کیسے ہیں۔ ساتھ کے آدمی کہنے لگے۔ ڈاکٹر صاحب پہچانتے ہو۔ یہ کون عورت ہے۔ جب میں نے کہا نہیں۔ تو انہوں نے بتایا۔ یہ وہی عورت ہے۔ جسے چارپائی پر اٹھا کر لائے تھے۔ اور آپ نے نسخہ دیا تھا۔ اب یہ تندرست ہو گئی۔ اور آپ کی خدمت کرنا چاہتی ہے۔ تو بسا اوقات ڈاکٹر بھی ایک مریض کے متعلق خیال کر لیتے ہیں۔ کہ یہ مر جائے گا۔ مگر وہ بعد ازاں صحت یاب ہو جاتا ہے۔ جب دنیا میں ایسے نمونے نظر آتے ہیں۔ کہ ایسا مریض جس کے متعلق ہر ایک سمجھتا ہے۔ کہ مر جائے گا بچ رہتا ہے۔ تو کیونکر عقل اجازت دے سکتی ہے۔ کہ اسے زہر دے دیا جائے اور اسے مار دیا جائے۔ اور پھر ان روحانی مریضوں کے متعلق بھی یہ کہہ دیا جائے۔ کہ ان کی اصلاح نہ ہوگی۔ حالانکہ وہ علاج کیلئے ایک نبی کے پاس آتے ہیں۔

لات کٹنے سے بچ گئی ایک شخص کی لات میں کچھ خرابی واقع ہو گئی۔ اس نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو لکھا۔ کہ میں نے ہر چند علاج کیا۔ کہ آرام آ جائے مگر نہ آیا۔ اب ڈاکٹر کہتے ہیں۔ لات کٹوا ڈالو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ اپنی طرف سے پوری کوشش کرنی چاہیئے۔ کہ بچ سکے۔ اگر ڈاکٹروں سے فائدہ نہیں ہوا۔ تو اب کچھ دیر کسی نائی سے جو جراحی کا کام کرتا ہو۔ علاج کرا کر دیکھیں۔ شائد اس سے ہی فائدہ ہو جائے۔ چھ سات ماہ کے بعد اس شخص نے لکھا۔ کہ آپ کے مشورہ سے یہ فائدہ ہوا کہ لات کٹنے سے بچ گئی۔ اور اب درست ہو گئی ہے۔ اس میں کچھ شک نہیں۔ کہ کبھی ایسی بھی ضرورت آ پڑتی ہے۔ کہ کوئی عضو کاٹ دیا جائے۔ اور چونکہ زندگی کو اس سے کوئی نقصان نہیں پہنچتا۔ اس لئے اگر کاٹنا پڑ جائے۔ تو حرج بھی نہیں۔ کیونکہ ایک عضو کے بالمقابل ایک جان کی بہت قیمت ہے۔ اس لئے اس جان کے بچانے کے لئے بعض دفعہ عضو کاٹ دیا جا سکتا ہے۔

انبیاء کی جماعت کا حال میری غرض اس سے یہ ہے۔ کہ عقلمند ڈاکٹر بھی انسان کی جان ایسی تدبیر نہیں چھوڑتا۔ اگر وہ موت کے منہ سے نہیں بچا سکتا۔ تو تکلیف سے تو بچانے کی کوشش کرتا ہے۔ انبیاء کی جماعت کا بھی یہی حال ہے۔ ہر قسم کے لوگ اس میں آتے ہیں۔ بعض بھائی کے لئے آتے ہیں۔ بعض دنیاوی اغراض کے لئے آتے ہیں۔ بعض ایسے بھی آتے ہیں۔ کہ ان کا سارا خاندان نبی کی جماعت میں داخل

ہو گیا ہے۔ اب وہ اکیلے رہ گئے ہیں۔ کہتے ہیں چلو ہم بھی ان میں شامل ہو جائیں۔ بعض ایسے بھی ہوتے ہیں۔ کہ ان کے دوست ادھر آ جاتے ہیں۔ اور وہ بھی دوستوں سے جدا نہ رہنے کی خاطر ان کے ساتھ مل جاتے ہیں مثلاً کوئی اگر عورت ہے۔ اور اس کا خاوند نبی کی جماعت میں داخل ہو گیا ہے۔ تو وہ یونہی اس میں شامل ہو جاتی ہے۔ غرض بیسیوں لوگ ایسے ہوتے ہیں۔ جو بغیر سمجھے داخل ہو جاتے ہیں۔ اور بیسیوں ایسے ہوتے ہیں۔ جو سمجھ کر داخل ہوتے ہیں۔ لیکن ان میں بھی ہر ایک کی سمجھ یکساں اور برابر نہیں ہوتی۔ پھر بیسیوں ایسے ہوتے ہیں۔ کہ ان کے اندر شقاوت ہوتی ہے۔ اس لئے ان کے اندر کوئی تغیر پیدا نہیں ہوتا۔ پھر ایسے بھی ہوتے ہیں۔ جن کے اندر سعادت ہوتی ہے۔ اور ان میں عظیم الشان تغیر پیدا ہو جاتا ہے۔ تو کئی قسم کے لوگ ہوتے ہیں۔ جو نبیوں کی جماعتوں میں داخل ہوتے ہیں۔ اور وہ ایسے ہی ہوتے ہیں۔ جیسے لوگ ہسپتال میں داخل ہوتے ہیں۔ پھر ہسپتال میں بھی جو لوگ آتے ہیں۔ ان میں سے بھی بعض ایسے ہوتے ہیں۔ کہ بظاہر تو وہ علاج کراتے ہیں۔ مگر دوائی جو ان کو دی جاتی ہے۔ وہ پیتے نہیں۔ ایسے بیماروں کو جب دوائی دی جاتی ہے۔ تو وہ بجائے پینے کے پھینک دیتے ہیں۔ پس مریض جو ہسپتال میں داخل ہوتے ہیں۔ بعض شفا پا جاتے ہیں۔ اور بعض فی الواقع لاعلاج ہوتے ہیں مگر ہسپتال میں آنے سے کم از کم اتنا فائدہ ضرور ہو جاتا ہے۔ کہ ان کی مرض ترقی پانے سے رُک جاتی ہے۔ یہی حال ایک نبی کی جماعت کا ہوتا ہے۔ جو لوگ اس میں داخل ہوتے ہیں۔ ان میں سے بعض میں نقائص اور کمزوریاں تو ہوتی ہیں۔ لیکن ان کو اس سے یہ فائدہ ہوتا ہے۔ کہ وہ تباہ ہونے سے بچ جاتے ہیں۔ گو بیماری کے مقابلہ میں صحت پیدا نہیں ہوتی۔ لیکن بیماری بڑھتی بھی نہیں۔ پس اگر بظاہر کوئی کمزور نظر آئے۔ تو وہ بھی کئی خوبیاں رکھتا ہے۔ پھر اچھے لوگوں میں سے بعض اعلےٰ تغیر پیدا کر لیتے ہیں اور بعض ادنیٰ۔

انعمت علیہم کون ہیں

پھر بعض ایسے بھی ہوتے ہیں۔ کہ اخلاص کے ساتھ آتے ہیں۔ مگر داخل ہو کر پھر رہ جاتے ہیں۔ ان کے علاوہ وہ لوگ ہوتے ہیں جو غیر المغضوب علیہم ولا الضالین ہوتے ہیں۔ وہ یا تو پوری صحت پا لیتے ہیں۔ اور پورا پورا تغیر ان میں پیدا ہو جاتا ہے یا اگر پوری نہیں۔ تو نسبتاً ان کو صحت ہو جاتی ہے۔ اور کسی حد تک ان میں تغیر پیدا ہو جاتا ہے۔ ایسے لوگ انعمت علیہم کے ماتحت ہوتے ہیں۔ یہ تم کہہ سکتے ہو۔ کہ وہ جنہوں نے تھوڑی صحت پائی پوری صحت پانے والوں کی طرح نہیں ہو سکتے۔ لیکن یہ نہیں کہہ سکتے۔ کہ ان کو صحت ہوئی نہیں۔ صحت تو ضرور ہوئی۔ مگر ابھی پوری نہیں۔ تو ایسے لوگ ضرور انعمت علیہم کے ماتحت ہیں۔ ان کے سوا جو بعض اغراض کے ماتحت کسی نبی کے سلسلے میں داخل ہوئے یا داخل ہو کر گر گئے۔ وہ سب انعمت علیہم کے گروہ کے سوا ہیں۔ تو نبیوں کا کام ہسپتال کی طرح دیکھا جاتا ہے۔ جس میں ہر قسم کی مرض والے ہوتے ہیں۔ اس میں یہ دیکھا جاتا ہے۔ کہ ڈاکٹر کام کس طرح کرتا ہے۔ اور اس کے ہاتھ سے کس قدر مریض اچھے ہوتے ہیں۔ مگر بعض نادان ایسے ہوتے ہیں۔ کہ وہ ان لوگوں کو دیکھتے ہیں۔ جو ابھی اچھے نہیں ہوئے اور زیر علاج ہوتے ہیں یا جو دوائی ہی نہیں پیتے۔

مغضوب علیہم سے انبیاء کا کام نہیں دیکھنا چاہیئے

بعض لوگ مغضوب علیہم ولا الضالین سے انبیاء کا کام دیکھتے ہیں۔ حالانکہ دیکھنا انعمت علیہم سے چاہیئے۔ ایسے لوگ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وقت بھی تھے۔ جو ان کو تو نہیں دیکھتے تھے۔ جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیم۔ تربیت اور فیضان سے صحت پا چکے تھے۔ بلکہ ان کو دیکھتے تھے۔ جو نئے نئے آپ کے شفا خانہ میں آتے یا ابھی زیر تربیت ہوتے یا اپنے باطنی نقص کی وجہ سے اصلاح نہ پکڑتے۔ یا اگر اصلاح پکڑتے تو کمزور رہتے۔ ایسے لوگ مثال کے طور پر ابی ابن سلول کو پیش کیا کرتے۔ اور کہتے دیکھو یہ نمونہ ہے مسلمانوں کا۔ اور جب ان کو کسی سے کوئی معاملہ پیش آ جاتا۔ تو جھٹ کہہ دیتے۔ یہ ویسا ہی ہے۔ جیسے فلاں شخص۔ مگر کوئی ان سے پوچھے کہ اس ایک شخص سے ساری جماعت کا کیونکر اندازہ ہو گیا۔

تندرست بیمار

اگر غور سے دیکھا جائے۔ تو دنیا میں کسی کے جسم میں کامل صحت نہیں پائی جاتی۔ کوئی کسی بیماری میں مبتلا ہے۔ اور کوئی کسی میں۔ ہاں کسی میں مرض نمایاں طور پر ظاہر ہو چکی ہے۔ اور کسی میں ابھی ظاہر تو نہیں ہوئی۔ مگر ہے ضرور اور اسے تندرست ہی کہا جاتا ہے۔ اور اگر ڈاکٹر کے پاس لے جایا جائے۔ تو وہ بھی یہ کہہ دیتا ہے۔ کچھ نہیں معمولی بات ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہوتی ہے۔ کہ ہوتا وہ بیمار ہے۔ پس جب باوجود اس کے کہ ایک شخص اپنے جسم میں بیماری رکھتا ہے۔ اسے بیمار نہیں کہا جاتا۔ تو کیا وجہ ہے۔ کہ صرف ایک عیب کی وجہ سے کوئی شخص بدکاروں میں داخل سمجھا جائے۔ دیکھو اگر کسی کے اعضائے رئیسہ تندرست ہوں۔ لیکن کوئی خفیف سی بیماری اسے لگ جائے۔ جو نمایاں طور پر ظاہر نہ ہو۔ تو تم اسے تندرست ہی کہتے ہو۔ بیمار نہیں کہتے۔ پھر کوئی وجہ نہیں۔ کہ اگر کسی وقت کسی سے کوئی کمزوری ظاہر ہو۔ تو بدکاروں میں شمار کیا جائے۔ یاد رکھو جس طرح وہ باوجود بیمار ہونے کے تندرست کہلاتا ہے۔ اسی طرح وہ روحانی طور پر بھی تندرست ہی کہلائے گا۔ کیا ہوا۔ اگر کسی وقت اس سے کوئی کمزوری ظاہر ہو گئی۔

رائے قائم کرنے کا غلط طریق

اگر کسی جگہ ہزار آدمی بیٹھا ہو۔ اور ایک ایک کو پوچھنا شروع کریں۔ تو دس یا بیس یا زیادہ سے زیادہ پچاس یا سو آدمی ایسے ملیں گے۔ جو اپنے آپ کو تندرست کہیں گے۔ اور ان میں سے بھی اگر ڈاکٹری طور پر دیکھا جائے۔ تو کسی کے سر میں کوئی بیماری ہو گی۔ کسی کی آنکھ میں کوئی نقص ہو گا۔ کسی کی ناک میں کوئی خرابی ہو گی۔ کسی کے سینے میں کوئی تکلیف ہو گی۔ لیکن باوجود اس کے اس مجمع کو بیماروں کا مجمع نہیں کہا جاتا۔ بلکہ ان کو تندرست ہی قرار دیا جاتا ہے۔ حالانکہ ان کے اندر عیب ہوتے ہیں۔ پھر یہ عجیب نادانی ہے۔ کہ اگر کسی قوم کے کسی فرد سے کوئی کمزوری ظاہر ہو۔ تو اس کے متعلق یہ کہہ دیا جاتا ہے۔ کہ یہ ہے ہی بُرا۔ اور پھر اس سے آگے بڑھ کر ساری قوم پر الزام دے دیا جاتا ہے۔ کہ یہ ساری قوم ہی بُری ہے۔ لیکن یہ ایسی بات ہے۔ کہ اگر کوئی شخص ہسپتال میں جائے۔ اور وہاں مریضوں کو دیکھ کر یہ کہہ دے۔ کہ یہ سارا ملک ہی بیمار ہے۔ یا اگر دو آدمی کسی جگہ کھڑے ہوں۔ انہیں سے ایک کسی شخص کو دور سے پہچان کر کہہ دے۔ کہ یہ فلاں آدمی ہے۔ مگر دوسرا نہ پہچان سکے تو اس پر کہہ دیا جائے۔ اس کو تو نظر ہی نہیں آتا۔ اور پھر کہہ دیا جائے۔ یہ سارا ملک ہی اندھوں کا ہے۔

مسیح موعود کی جماعت کا بھی لوگوں نے اسی طرح اندازہ لگایا

نادان اسی طرح انبیاء کی جماعت کے متعلق کہا کرتے ہیں۔ اور یہ کچھ مخالف لوگوں پر ہی منحصر نہیں۔ بعض اپنے بھی ایسے ہوتے ہیں۔ کہ اگر کسی میں نقص دیکھتے ہیں۔ تو جھٹ کہہ دیتے ہیں۔ جماعت بگڑ گئی۔ اس طرح جماعت کی کمزوریوں کو ظاہر کیا جاتا ہے۔ اور بتایا جاتا ہے۔ کہ قوم بگڑ گئی۔ حالانکہ اگر انہوں نے کوئی نقص دیکھا۔ تو ایک شخص میں نہ کہ ساری قوم میں۔ مگر وہ ایک ہی شخص سے تمام قوم کے متعلق رائے زنی کرنی شروع کر دیتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت کے متعلق بھی لوگوں کو ایسا ہی دھوکہ لگا ہے۔ کہ بعض کمزوروں کی کمزوریوں یا اچھوں کی کمزوریوں کو دیکھ کر یہ رائے قائم کر لی کہ یہ ساری قوم ایسی ہے۔

غلط اندازے

انگلستان میں اگر کوئی جائے۔ تو وہاں بھی کچھ لوگ فاقہ کرتے نظر آئیں گے۔ حالانکہ وہ دولتمند ملک ہے اب کیا ایسے لوگ جو اس قسم کی غلط رائیں قائم کیا کرتے ہیں۔ ان فاقہ کرنے والوں کو دیکھ کر یہ کہہ دینگے کہ سارا ملک بھوکا مر رہا ہے۔ اور بالکل غریب ہے۔ حالانکہ اس ملک کے دولتمند اور امیر ہونے میں کسی کو شک نہیں۔

ایک دفعہ انگلستان سے آنے والے ایک شخص نے سنایا کہ میں ایک محلہ میں سے گذر رہا تھا میں نے دیکھا کہ چند لڑکے

کوڑا کرکٹ میں سے روٹی کے ٹکڑے نکال نکال کر کھا رہے ہیں۔ اس بات کو دیکھکر اگر کوئی یہ کہے۔ کہ اس ملک کے باشندے کوڑے کرکٹ سے چن کر روٹی کھاتے ہیں۔ تو یہ اس کی نادانی ہوگی۔ کیونکہ اس ملک کی عام حالت امیرانہ ہے۔ اور کوئی نہیں کہہ سکتا کہ وہ غریب ملک ہے۔

رُوحانی امراض کا علاج

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت اس عام قاعدہ سے خالی نہیں ہو سکتی۔ اور نہ ہی حضرت موسیٰؑ یا حضرت عیسیٰؑ کی جماعتیں اس سے خالی تھیں۔ کہ کمزور بھی ان میں پائے جاتے تھے۔ اور ایسے بھی ان میں پائے جاتے تھے۔ جو غلطیاں کرتے تھے۔ لیکن ان کو دیکھ کر یہ نہیں کہا جا سکتا تھا کہ ساری جماعت ہی ایسی ہے۔ ایسے لوگ تو بیمار ہوتے ہیں۔ اور طبیب کا یہ فرض ہوتا ہے۔ کہ ان کا علاج کرے۔ اگر بالکل اچھے ہو گئے۔ تو ہو گئے۔ ورنہ ان کی بیماری بڑھنے سے تو رک جائیگی۔ پس نبیوں کا کام یہ ہے کہ جو بھی ان کی جماعت میں آئے۔ اس کا علاج کریں۔ اور یہ ظاہر ہے۔ کہ ان آنے والوں میں سے ہر ایک علیحدہ علیحدہ امراض میں مبتلا ہوتا ہے۔

یہی حال حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت کا ہے۔ اس میں کثرت سے لوگ آئے۔ اور اس کثرت سے آئے کہ دشمن بھی حیران ہیں۔ اور ان آنے والوں میں سے ہر ایک کسی نہ کسی مرض میں مبتلا تھا۔ ان میں سے اگر کسی کا کسی کے ساتھ جھگڑا پیدا ہو جائے۔ تو وہ جھٹ اس معاملہ کی بنا پر کہدیگا کہ ساری جماعت ہی ایسی ہے۔ ایسے لوگ قوم کی قوم کو ہی بُرا کہنا شروع کر دیتے ہیں۔ مگر یہ ان کی غلطی ہے کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ جماعت ایسی نہیں۔ جماعت کی عام رَو سے تو دشمن بھی کہتے ہیں کہ یہ تقویٰ اور نیکی میں سب جماعتوں سے بڑھی ہوئی ہے۔ ہم ہر روز مقدمے سنتے ہیں۔ بعض دفعہ دیکھتے ہیں کہ ایک شخص ناواجب طور پر غلطی کر رہا ہوتا ہے لیکن وہ جانتا ہے کہ میں مظلوم ہوں۔ اس کی آنکھیں نم دار ہوتی ہیں اس کا چہرہ زرد ہوتا ہے۔ اس کا جسم کانپ رہا ہوتا ہے وہ حیران ہو کر لوگوں کا مُنہ دیکھتا ہے کہ وہ کیوں اس کو مظلوم نہیں سمجھتے۔ پھر بسا اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ بعض دفعہ ایک شخص، ظالم کو مظلوم سمجھ لیتا ہے۔ تو ایسے لوگ بعض وقت ایک کے قصور سے ساری جماعت کو قصور وار سمجھنے لگتے ہیں کمزور تو کمزور بعض دفعہ نیک آدمی بھی غلطی کر بیٹھتا ہے لیکن ایک شخص اپنے ذاتی غصہ کی وجہ سے سمجھتا ہے۔ ساری جماعت ہی ایسی ہے۔ پھر اس قسم کے لوگ جہاں بیٹھتے ہیں۔ یہی کہتے ہیں آج ابھی جماعت خراب ہو گئی۔ لیکن جب ان سے یہ پوچھا جائے کہ جماعت سے آپ کی مراد کیا ہے تو چار پانچ آدمی نکل آتے ہیں۔ اور وہ بھی ایسے کہ جن کے ساتھ ان کا کوئی معاملہ ہوتا ہے۔

بادشاہ کے نائی کی کہانی

ان کی مثال بادشاہ کے نائی کی طرح ہے کہتے ہیں کہ کسی بادشاہ کا ایک نائی تھا۔ بادشاہ نے خوش ہو کر اسے پانسو اشرفی کی تھیلی دی۔ وہ اس تھیلی کو ہر وقت اُٹھائے پھرتا۔ چونکہ عام طور پہ اُمراء اور رؤسا کی حجامتیں بنایا کرتا تھا۔ اس لئے اُسے یہ فکر نہ تھا کہ کوئی تھیلی چُرا لیگا یا چھین لیگا۔ وہ اطمینان سے اسے اپنے ساتھ لئے پھرتا۔ اور ہر مجلس میں جا کر اُچھالتا۔ اُمراء بھی اس کا تمسخر اُڑاتے۔ اس سے پوچھتے۔ سناؤ میاں حجام شہر کا کیا حال ہے۔ وہ جواب دیتا۔ اچھا ہے سارا شہر امیر ہے۔ کوئی کم بخت بھی ایسا نہیں۔ جس کے پاس کم از کم پانسو اشرفی کی تھیلی نہ ہو۔ یہ کہکر پھر وہ اپنی تھیلی اچھالتا۔ ایک دفعہ کسی نے وہ تھیلی کسی طرح اٹھا کر کہیں رکھ لی۔ نائی کو جب پتہ لگا۔ تو بڑا متفکر ہوا۔ پھر جب وہ حجامت بنانے آیا تو جو واقف راز تھے۔ انہوں نے پوچھا۔ کہو میاں حجام شہر کا کیا حال ہے کہنے لگا۔ بہت بُرا حال ہے۔ نحوست برستی ہے۔ کنگال ہر بھوکا مرتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ شہر کو بھوکا نہ مارو۔ اور اپنی تھیلی لے لو۔

جماعت کے اکثر حصے میں تبدیلی

ہماری جماعت میں کثیر آدمیوں نے تبدیلی پیدا کی ہے۔ اور جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں لوگوں نے تبدیلی پیدا کی۔ بعینہٖ اسی طرح بعض افراد جماعت اپنے نفس کی اصلاح کر رہے ہیں۔ پھر کیا ایسے لوگ فاسق۔ فاجر اور بد اعمال کہے جائیں؟ جو شخص ہر وقت شیطان کی رسیوں کو چاقو نکالکر کاٹ رہا ہو۔ کیا وہ بدکار کہلائیگا یا ولی اللہ؟ وہ ہزار دلدل میں پھنسا ہوا ہو اگر وہ نکلنے کی کوشش کرتا ہے۔ تو وہ گندہ نہیں کہلائیگا۔ ایسا آدمی ظاہری گند سے گندہ نہیں کہلائیگا بلکہ باطنی گند سے گندہ کہلائیگا۔ کیونکہ درحقیقت گندہ کر دینے والا گند باطنی گند ہے۔ اور ایسا آدمی جب اس میں سے نکلنے کی کوشش کر رہا ہو۔ تو اسے گندہ نہیں کہا جا سکتا یہ اسی پاک تبدیلی کا نتیجہ ہے۔ کہ جب کوئی کام کا وقت ہوتا ہے۔ تو ان میں ایسا احساس پیدا ہو جاتا ہے جیسے کسی نے جگا دیا۔ ان لوگوں کو کثرت سے مالی۔ جانی اور عقلی قربانیاں کرنی پڑتی ہیں۔ اور اگر ان کی یہ قربانیاں جمع کر کے دنیا کے سامنے رکھی جائیں تو دنیا کی آنکھیں کھل جائیں کہ کس طرح ایک چھوٹی سی جماعت دوسروں کے لئے قربانیاں کر رہی ہے۔

مسیح موعودؑ کا زمانہ اور اس زمانہ کے کام

قرآن شریف اور احادیث میں بتایا گیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت ثانیہ مسیح موعودؑ کے ذریعہ ہوگی۔ کیونکہ وہی کام جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں کئے گئے۔ اس زمانہ میں نئے رنگ میں کئے جانے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں اس قدر فسق و فجور نہیں تھا۔ جس قدر اب ہے۔ شیطان کے حبائل کم تھے۔ لیکن اس زمانہ میں یہ سب باتیں پورے زور کے ساتھ دنیا میں پیدا ہو گئی ہیں۔ اسوقت جس قوم سے مقابلہ تھا۔ وہ کسی بات کی دعویدار نہ تھی مگر آج جس قوم سے مقابلہ ہے۔ اور جس کی اصلاح کرنی ہے وہ کہتے ہیں ہم آسمان پر بیٹھے ہیں۔ ہمیں کون نیچے لا سکتا ہے وہ اپنے آپ کو عام انسانوں سے بالا سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں ہمارا تمدن کون نیچے لا سکتا ہے۔ پھر وہ یہ خیال کئے بیٹھے ہیں کہ ہم میں سے کوئی پیدا ہوگا۔ جو سپرمین (Superman) ہوگا۔ وہ اپنے آپکو عام انسان بھی نہیں سمجھتے۔ پس اس زمانہ میں ایسے لوگوں سے مقابلہ ہے۔ اس لئے اگر اس طرح کے نتائج نہیں نکلتے۔ جیسے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وقت نکلے۔ تو اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ مفاسد اور برائیوں کا مقابلہ زیادہ سخت ہے۔

بدیوں کا منبع

اسوقت بدیوں کا منبع مغرب ہے۔ اور طبعی کمزوریاں مغربی مظالم سے پیدا ہو رہی ہیں۔ جب تک ان کو کاٹا نہ جائے۔ یہ رک نہیں سکتیں۔ اور اگر تمدنی اور علمی اور فلسفی غلطیاں اور بدیاں پیدا ہو رہی ہیں۔ تو وہ بھی مغربی مظالم سے ہی پیدا ہو رہی ہیں۔ غرض اسوقت ایسے دشمن سے مقابلہ ہے۔ جو ہر لحاظ سے زبردست ہے۔ اور شروع شروع میں اس کا مقابلہ آسان نہیں۔ کیونکہ قرآن شریف میں ہے۔ کزرع اَخْرَجَ شَطْـَٔهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ (فتح ۲۹) کہ وہ آہستہ آہستہ ترقی کریگی پہلے باریک کونپل کی طرح نکلیگی۔ جس کے یہ معنے ہیں۔ کہ وہ اپنی ذات میں کمزور ہوگی۔ اور ارد گرد کی چیزیں اسے پنپنے نہیں دیں گی ایک شخص جس کو ایک ٹہنی کے توڑنے پر مقرر کیا جائے۔ ٹہنی کو جلدی توڑ لیتا ہے۔ لیکن وہ شخص جس کو درخت کاٹنے پر لگایا جائے۔ اور وہ درخت کاٹنے میں دیر کرتا ہے۔ اس شخص کے بالمقابل کسی الزام کے نیچے نہیں آتا۔ کیونکہ تمام لوگ جانتے ہیں۔ کہ درخت کا کاٹنا ٹہنی کے کاٹنے سے مشکل کام ہے۔ اور زیادہ محنت چاہتا ہے۔

ہمارا کام

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ذمہ۔ جو کام تھا۔ وہ بیشک بڑا اہم کام تھا۔ اور بڑی بڑی قربانیوں کو چاہتا تھا۔ اور جب تک وہ لوگ قربانیاں کرتے ہم تک یہ نور اور ایمان نہ پہنچتا۔ یہ سارا نور اور ایمان ان کی قربانیوں کا ہی نتیجہ ہے۔ جو ہمیں ملا۔ مگر آج ہماری جماعت

کی قربانیاں بھی کم نہیں۔ اگر سرعت کے ساتھ نتائج نہیں نکلتے۔ تو اس کے یہ معنے ہیں۔ کہ ہمارے ذمہ لمبا کام ہے۔ اُس وقت اگر ہیضہ کے مریض تھے۔ تو اب دق کے مریض ہیں اور دق کا مریض آہستہ آہستہ اچھا ہوتا ہے۔ ہیضہ کا مریض دو دن میں تندرست ہو جاتا ہے۔ اس زمانہ میں دق کے مریض کی طرح حالت ہے۔ اس وجہ سے نہ اپنے اور نہ دوسروں کے نفوس کی اصلاح اس قدر جلدی ہو سکتی ہے۔ بلکہ یہ اصلاح آہستہ آہستہ ہو سکتی ہے۔ ضرورت صرف یہ ہے۔ کہ محنت کے ساتھ لگے رہیں۔ اور میں سمجھتا ہوں۔ اگر اسی طرح لگے رہیں۔ تو آہستہ آہستہ ہر ایک کی اصلاح ہو سکتی ہے۔ پس مغضوب علیہم ولا الضالین کو نہیں دیکھنا چاہیئے۔ بلکہ کسی نبی کی جماعت کو ان لوگوں کو دیکھنا چاہیئے۔ جو انعمت علیہم ہیں۔ اور اگر اس نگاہ سے جماعت احمدیہ کو دیکھیں۔ تو بے نظیر کام نظر آئیں۔ جو ہو رہے ہیں اور جن سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ساری جماعت ایسی نہیں ہے جیسی اس قسم کے لوگ سمجھتے ہیں۔

دُعا میں دعا کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ ہم اپنی اصلاح کر سکیں۔ یہ کام انسانی طاقت سے بالا ہے اور جب تک اس کی طرف سے مدد نہ ہو۔ کچھ نہیں بنتا۔ خواہ اپنی اصلاح ہو۔ خواہ دوسروں کی۔ سو میں دعا کرتا ہوں۔ خدا ہم سب کی اصلاح کرے۔ اور اس کام کے لئے ہم میں استقلال پیدا فرمائے۔ اور ہمیں ہمت بخشے۔ کیونکہ استقلال اور ہمت کے بغیر بھی لمبے ہم نہیں کر سکتے۔ ہم اعتراض کرنے والوں کے اعتراضوں اور طعن دینے والوں کے طعنوں سے خائف نہ ہوں۔ اور ہم نفس کی اصلاح کرتے چلے جائیں اور رُکیں نہیں (آمین)

نماز جنازہ خطبہ ثانی میں فرمایا:۔ آج میں کچھ جنازے پڑھاؤں گا جو سب ایسی جگہوں کے ہیں۔ جہاں احمدی جنازہ پڑھنے والے نہیں تھے۔

(۱) پیارا صاحب ضلع ہوشیارپور کے نمونیہ سے فوت ہو گئے ہیں اکیلے احمدی تھے۔

(۲) میاں محمد جمیل صاحب میاں ونڈ کی ہمشیرہ فوت ہو گئی ہے سوائے ان کے اور کوئی شخص ان کا جنازہ پڑھنے والا اس جگہ نہیں تھا

(۳) رحمت اللہ صاحب سلوری حیدرآباد دکن میں فوت ہوئے ہیں

(۴) نجم النساء شاہجہانپور کے ضلع میں فوت ہوئی ہیں۔ ان کا جنازہ پڑھنے والے بھی نہیں تھے۔

(۵) ان کے ساتھ ایک اور جنازہ بھی ہے۔ وہ زین الدین صاحب کا ہے یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پرانے مخلصوں میں سے تھے۔ بمبئی میں انجینئر تھے۔ اب ضعیف العمر تھے۔ بہت اونچا سنتے تھے۔ مسیح موعودؑ کو خاص محبت ان سے تھی۔ وہ میری بیعت میں داخل ہو گئے تھے لیکن بعد میں سیٹھ اسمٰعیل صاحب آدم کے سبب غیر مبایعین کے ہم خیال ہو گئے۔ چونکہ خود وہ اونچا سنتے تھے۔ اور سیٹھ اسمٰعیل آدم کے ساتھ ان کے تعلقات تھے اس لئے سیٹھ صاحب ہی ان کے کان تھے۔ سیٹھ صاحب خود بھی بہت مخلص تھے۔ اور اب بھی وہ مخلص ہیں۔ لیکن جب وہ کسی حد تک پیغامی ہو گئے تھے۔ تو یہ بھی کچھ سُست ہو گئے۔ اور ادھر متوجہ ہو گئے۔ مگر میں ان کا بھی جنازہ پڑھاؤں گا۔

غیر مبایعین کا جنازہ میرے نزدیک غیر مبایعین کا جنازہ پڑھنا جائز ہے۔ میں نے شیخ رحمت اللہ صاحب کا جنازہ بھی پڑھا تھا۔ میں نے رؤیا میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ان پر ناراض دیکھا۔ میں نے متواتر دیکھا کہ حضرت صاحب ان کی طرف ناراضگی کی وجہ سے نہیں دیکھتے۔ اور یہ بتایا گیا تھا کہ ان کو غلطی لگی ہوئی ہے۔ اور وہ یہ سمجھتے ہیں۔ کہ یہی خدمت دین ہے ان کی وفات کے متعلق بھی اللہ تعالیٰ نے مجھے بتایا تھا۔ میں نے انکی مرنے سے پہلے رؤیا میں دیکھا۔ وہ آئے ہیں۔ اور مجھے کہتے ہیں چلو صلح کی تدبیر نکالی ہے۔ میں ان کے ساتھ چلا گیا۔ اور لوگ بھی تھے۔ مولوی محمد علی صاحب بھی تھے۔ باتیں ہونی شروع ہوئیں مولوی محمد علی صاحب نے کچھ ایسی باتیں کیں۔ جن سے معلوم ہوتا تھا کہ صلح نہیں ہو سکتی۔ شیخ صاحب اس پر ایک طرف کونے میں جا بیٹھے ان کا چہرہ افسردہ ہو گیا۔ اور کہنے لگے اچھا آپ لوگوں کی مرضی زندگی کا کوئی اعتبار نہیں۔ ہم مر گئے تو ہمارے بچے بھی احمدی نہیں رہ سکتے۔ میں نے یہ خواب اس وقت بعض دوستوں کو سنائی تھی۔ اس سے معلوم ہوتا تھا کہ شیخ صاحب اب فوت ہو جائیں گے حالانکہ جو مرض ان کو تھی وہ کوئی ایسی خطرناک صورت میں نہ تھی۔ غرض جب وہ فوت ہو گئے۔ تو میں نے ان کا جنازہ پڑھا تھا۔

زین الدین صاحب کے متعلق بھی میں نے رؤیا میں دیکھا تھا کہ مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم رضی اللہ عنہ آئے ہیں۔ میں نے دریافت کیا آپ کہاں؟ فرمانے لگے میں بھی آیا ہوں اور حضرت صاحب بھی آئے ہیں۔ زین العابدین صاحب کو لے جانا ہے۔ میں نے اس کو سمجھ لیا۔ کہ یہ رؤیا ان کی موت پر دلالت کرتی ہے۔ ان کی عمر ۹۵ یا سو سال کے قریب تھی۔ اور حضرت صاحب کے دیرینہ مخلص تھے۔ وہ بالکل اسی طرح کے مخلص تھے۔ جس طرح شیخ رحمت اللہ صاحب۔ چند لوگ جنہیں حضرت صاحب بہت پیار کیا کرتے تھے۔ ان میں سے ایک یہ زین الدین صاحب تھے۔

۱۹۰۸ء میں جماعت احمدیہ اور امکان نبوت

آج ہم سے جدا ہونے والے احباب لاہور اس بات کی نہایت زور کے ساتھ مخالفت کرتے ہیں کہ قرآن مجید سے خیر امت کے لئے نبوت کا مرتبہ ثابت ہو۔ کیونکہ ان کے نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کے معنے صرف اور صرف یہ ہیں۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا۔ پھر غیر مبایعین کہا کرتے ہیں کہ میاں صاحب اور ان کے مریدوں نے امکان نبوت کا عقیدہ نکالا ہے۔ ورنہ پہلے سب جماعت ہماری ہم خیال تھی۔ اور آیات قرآنیہ کے یہی معنے کئے جاتے تھے۔ جو ہم کرتے ہیں گو اس کا بارہا مدلل اور مبرہن جواب دیا جا چکا ہے۔ تاہم ذیل میں ہم مولوی محمد احسن صاحب امروہی کے ایک خطبہ کا خلاصہ درج کرتے ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ مبارک میں شائع ہوا تھا۔ ایڈیٹر صاحب اخبار بدر لکھتے ہیں:۔

”مخدومی سید محمد احسن صاحب نے جمعہ کا خطبہ ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین پر پڑھا اور فرمایا کہ اس سے پہلے جو الذین یبلغون رسالات اللہ وارد و تنزیل ہے۔ اسمیں یبلغون سے جو استقبال کو بھی شامل ہے یہ امر ظاہر ہے کہ وحی و الہام کا سلسلہ خاتم النبیین کے بعد بھی جاری رہے گا۔ اور ابلغکم رسالات ربی کی بہت سی مثالیں دیکر بیان فرمایا۔ کہ تبلیغ رسالات رسل کے لئے مخصوص ہے۔ پس آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی رسول کا آنا ان کے ختم نبوت کے منافی نہیں۔ کیونکہ اس کے معنے یہ ہیں۔ کہ تمام کمالات و مراتب نبوت اس ذات مبارک پر ختم ہو گئے۔ اب کوئی درجہ باقی نہیں۔ جو کسی اور کو دیا جائیگا اور ان کو نہیں دیا گیا۔ مشکوٰۃ میں بھی ایک حدیث ہے۔ کہ ثم تکون الخلافۃ علیٰ منہاج نبوۃ۔ جس میں صاف اشارہ ہے کہ خلیفہ آخری نبی ہوگا۔ پھر اس کے بعد سکوت فرمایا۔ آپ نے لقد جاءکم یوسف من قبل بالبینات فما زلتم فی شک مما جاءکم بہ حتی اذا ھلک قلتم لن یبعث اللہ من بعدہ رسولا پڑھکر یہ سمجھایا کہ اس میں پیشگوئی تھی کہ اُمت محمدیہ میں بھی ایک وقت ایسا ہی آئیگی کہ اب تیرے بعد کوئی رسول نہ ہوگا حالانکہ حق بات وہی ہے۔ جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا مذہب ہے۔ کہ قولوا انہ خاتم النبیین ولا تقولوا انہ لا نبی بعدہ (یہ تو کہو کہ وہ خاتم النبیین ہے۔ مگر اس سے یہ مراد نہیں۔ کہ اس کے بعد قیامت تک کوئی نبی نہ ہوگا) پھر فرمایا کہ قرآن مجید میں ہے۔ ومن یطع اللہ والرسول فاولئک مع الذین انعم اللہ علیہم من النبیین والصدیقین والشہداء والصالحین۔ اب اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت سے صدیق شہید اور صالح ہو جانا تو سب جانتے ہیں۔ مگر نبی ہونا کیوں نا ممکن جانتے ہیں۔ حالانکہ من النبیین اسی آیت میں مذکور ہے۔“ (بدر ۱۳ر فروری ۱۹۰۸ء)

اس خطبہ سے عیاں ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں ہی ص۴ نہ صرف تمام جماعت امکان نبوت اور نبوت مسیح موعودؑ کی قائل تھی۔ بلکہ غیر مبایعین بھی اسی عقیدہ کے معتقد تھے اور حضرت صاحب کی نبوت کا تذکرہ عام تھا۔

خاکسار اللہ دتا جالندھری۔ قادیان

جالندھر اور کپورتھلہ کا دورہ

(از مفتی محمد صادق صاحب ناظر امور خارجیہ)

احباب کو معلوم ہے۔ کہ ٹیریٹوریل فورس جالندھر میں احمدیوں کی بھی ایک کمپنی ہے۔ جس کے کمان افسر حضرت صاحبزادہ میرزا شریف احمد صاحب ہیں۔ چونکہ اس کمپنی کا تعلق نظارت خارجیہ سے ہے۔ اس واسطے عاجز کو کمپنی کے ملاحظہ اور انگریز افسران فوج کی ملاقات کے واسطے جالندھر جانے کی ضرورت ہوئی۔ فوج کے کرنیل اور میجر صاحبان سے ملا۔ اور کمپنی کے نوجوانوں کو قواعد کرتے ہوئے دیکھا۔ اور ان کو ضروری نصائح کیں۔ چونکہ بھرتی ہونے والے نوجوانوں میں سے بعض بسبب علالت یا دیگر مجبوریوں کے شامل نہیں ہو سکتے۔ اس واسطے ہر سال نئے سپاہیوں کو بطور رنگروٹ کے بھیجنا ضروری ہوتا ہے۔ اور سال آئندہ کے واسطے رنگروٹوں کے لئے ابھی سے انتظام کرنا لازمی ہے۔ لہذا بذریعہ تحریر ہذا میں مختلف جماعتوں کے احباب کو اطلاع کرتا ہوں۔ کہ جو نوجوان احمدیہ فوج میں بھرتی ہونا پسند کریں۔ وہ بہت جلد دفتر ہذا کو اطلاع دیں +

میں نے میجر صاحب سے اس امر کا انتظام کیا ہے۔ کہ وہ اپریل ۱۹۲۶ء کے آخر میں ان نوجوانوں کے ملاحظہ کے واسطے خود قادیان تشریف لائیں۔ میجر صاحب کی منظوری کے بعد وہ نوجوان اپنے اپنے شہروں میں چلے جائیں گے۔ اور پھر جنوری ۱۹۲۷ء کے پہلے ہفتہ میں انہیں جالندھر چھاؤنی میں دو ماہ کے واسطے حاضر ہونا ہوگا۔ جہاں انہیں فوجی طریق پر خیموں میں رہ کر قواعد سیکھنی ہوگی۔ فوجی وردی اور خیمے اور کھانے کا انتظام اور آمد و رفت کا خرچ سب سرکاری ہوگا۔ علاوہ اس کے ایک ماہ کی تنخواہ بھی ملے گی۔ جن سپاہیوں کا کام اچھا رہے گا۔ ان کو لینس اور اس کے بعد نائک اور اس کے بعد حوالدار اور اس کے بعد لفٹنٹ درجہ بدرجہ بنایا جائے گا +

اس وقت ہمارے بعض سپاہی جو گذشتہ دو تین سال سے برابر کام کرتے رہے ہیں۔ ان عہدوں کو حاصل کر چکے ہیں۔ ایسے اشخاص کا جو پہلے سے کچھ فوجی قواعد وغیرہ سے واقف ہوں۔ احمدیہ کمپنی میں بھرتی ہونا کمپنی کے واسطے زیادہ مضبوطی اور استحکام کا موجب ہوگا۔ اور خود بھرتی ہونے والوں کو اس میں ترقی کا بہتر موقعہ ہے +

نوجوان تندرست چست چالاک ہمت اور حوصلہ والے اور قد و چھاتی کے لحاظ سے فوجی ضروریات کو پورا کرنیوالے ہونے چاہئیں۔ لیکن سب سے زیادہ جس امر کی ضرورت ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ ایسے نوجوان اس فوج میں شامل ہوں۔ جو احمدیت میں مخلصانہ رنگ رکھتے ہوں۔ اور ایک عملی نمونہ اپنی زندگی میں دکھا کر دوسروں کے واسطے اس سلسلہ میں داخل ہونے کے لئے موجب تحریک ہوں۔ ہم یہ چاہتے ہیں۔ کہ جیسا تجارت میں احمدی تاجر اور سرکاری ملازمتوں میں احمدی ملازم اپنے تقویٰ اور حسن کارگذاری کے سبب غیر احمدیوں پر فوقیت رکھتے ہیں۔ ویسا ہی احمدی سپاہی دوسروں سے ہر حالت میں ممتاز ہیں +

نیز ہم ان تمام احمدیوں کی ایک فہرست اپنے دفتر میں محفوظ رکھنا چاہتے ہیں۔ جو ہندوستان کے اندر یا ہندوستان کے باہر کسی قسم کی عارضی یا مستقل فوجی خدمات میں مصروف ہیں یا پہلے فوجی خدمت کر چکے ہیں اور ڈسچارج ہو کر یا پنشن لے کر اب اپنے گھروں میں مقیم ہیں یا اور کاروبار کرتے ہیں +

امید ہے۔ کہ احباب کرام بہت جلد معلومات مطلوبہ بہم پہنچا کر مشکور فرمائیں گے +

ایک پادری سے مباحثہ

اس سفر میں جب ہماری گاڑی جالندھر کے قریب پہونچی۔ تو ایک پادری صاحب سے مذہبی گفتگو شروع ہو گئی۔ بائبل اور قرآن شریف پر تھوڑا سا مباحثہ ہونے کے بعد گفتگو نے اس طرف پلٹا کھایا۔ کہ سچا عیسائی کون ہے۔ پادری صاحب یہ کہتے تھے۔ کہ ان کے عقائد تثلیث اور کفارہ کے ساتھ وہ سچے عیسائی ہیں۔ اور میں کہتا تھا سچے عیسائی ہم ہیں۔ جنہوں نے مسیح کی پیشگوئیوں کے مطابق حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو اور آپ کے تابع نبی مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مان لیا۔ میں نے پادری صاحب سے کہا۔ کہ ماننا صرف زبان سے نہیں ہؤا کرتا۔ بلکہ طریق عمل سے ہوتا ہے۔ مسیح ناصری کا ایک حکم ہے۔ کہ جو کچھ تم سے کوئی مانگے تم دے دو۔ تمہارے ہاتھ میں یہ جو چھوٹی سی انجیل ہے یہ میں مانگتا ہوں۔ تم مجھے دیدو۔ پادری صاحب نے اس کے دینے سے صاف انکار کیا۔ اس کے بعد میں نے ان سے کہا۔ کہ میرے پاس جو کچھ تم اس وقت دیکھتے ہو۔ اس میں سے جو کچھ تم چاہو مانگو میں تمہیں دوں گا۔ اور میں نے اپنے دل میں سچی نیت کر لی تھی۔ کہ جو کچھ وہ مانگے گا میں دے دوں گا۔ اور اس طرح میں ایک مسلم اور ایک عیسائی کے درمیان ایک ظاہری فرق دیکھنا اور دیگر حاضرین کو دکھانا چاہتا تھا۔ تعجب ہے کہ پادری صاحب کو نہ تو یہ ہمت ہوئی۔ کہ وہ چند پیسوں کی کتاب مجھے دیدیتے۔ حالانکہ میرے رفیق سفر میاں محمد یامین صاحب اس کو اس گفتگو سے قبل دو کتابیں مفت دے چکے تھے۔ اور نہ اس کو یہ جرأت ہوئی۔ کہ وہ مجھ سے کچھ مانگتا۔ خود اس کے رفیق انگریزوں نے اس کو شرمندہ کیا +

نیک نمونہ

اس جگہ اس امر کا ذکر بھی فائدہ سے خالی نہوگا کہ جالندھر چھاؤنی میں ہمارے مکرم دوست ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب اور چوہدری عبد الحی خاں صاحب تقویٰ اور نیکی کے سبب احمدیت کا بہت اچھا نمونہ دکھا کر لوگوں پر بہت عمدہ اثر ڈال رہے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب کے متعلق ایک غیر احمدی نے کہا۔ کہ ایسا نیک شخص اس زمانہ میں کہاں دیکھا جا سکتا ہے۔ جو کہ اپنی پرائیویٹ چٹھی لکھنے کے وقت سرکاری قلم اور سیاہی بھی استعمال نہیں کرتا +

چوہدری صاحب کو سلسلہ حقہ کے ساتھ ایسا اخلاص ہے۔ کہ فرمانے لگے۔ یہاں کی پوسٹماسٹری کی بجائے اگر مجھے قادیان میں چٹھی رسانی مل جائے۔ تو میں اس کو فخر سمجھوں +

نورانی کشش

میں نے فوج میں پھر کر اور سپاہیوں اور افسروں سے مل کر اس امر کو غور سے ملاحظہ کیا۔ کہ فوج کے تمام لوگ خواہ وہ عیسائی ہوں یا سکھ یا مسلمان یا ہندو۔ سب کے سب حضرت صاحبزادہ میرزا شریف احمد صاحب کا بہت ادب و احترام کرتے ہیں۔ اور آپ کے چہرے میں خدا تعالےٰ نے ایک ایسی نورانی کشش رکھی ہے۔ جو ہر ایک کو آپ کا گرویدہ بنا دیتی ہے فالحمد للہ علیٰ ذالک +

مہاراجہ صاحب کپورتھلہ

جبکہ امریکہ سے واپس آتے ہوئے پیرس میں مہاراجہ صاحب بہادر والئے ریاست کپورتھلہ سے میری ملاقات ہوئی تھی تو مہاراجہ صاحب نے بہت اشتیاق ظاہر فرمایا تھا۔ کہ میں ہندوستان میں بھی آپ سے ملا کروں۔ چونکہ کپورتھلہ جالندھر سے بہت قریب ہے اس واسطے میں نے مناسب سمجھا۔ کہ مہاراجہ صاحب بہادر سے بھی اس وقت مل لوں۔ اور اس امر کے واسطے قادیان سے چلتے وقت میں نے حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز سے اجازت حاصل کر لی تھی + چنانچہ اس غرض کے واسطے میں کپورتھلہ گیا اور ۶ر فروری ۱۹۲۶ء کو ۴ بجے کے قریب ریاست کے بگی خانہ سے مجھے مہاراجہ صاحب بہادر کے محل میں لے جانے کیلئے گاڑی بھیجی گئی۔ مہاراجہ صاحب کے شاندار محل میں جس کے ارد گرد ایک نہایت خوبصورت اور وسیع باغ ہے۔ اور یورپ کے اعلےٰ درجہ کے مقامات سیر کا نمونہ ہے۔ اس میں قریب نصف گھنٹہ تک مہاراجہ صاحب بہادر سے سلسلہ احمدیہ کے حالات پر اور مہاراجہ صاحب کے سفر امریکہ پر اور دیگر باتوں پر گفتگو ہوتی رہی۔ مہاراجہ صاحب بہادر نہایت روشن دماغ اور اعلےٰ درجہ کے خلیق فرمانروا ہیں۔ حسن اتفاق سے ریاست کے وزیر اعظم جناب مکرم میاں عبد الحمید خانصاحب بہادر سے بھی ملاقات کا فخر حاصل ہؤا +

لیکچر

زیر انتظام جماعت احمدیہ کپورتھلہ وہاں کی مسجد احمدیہ میں وعظ ہؤا۔ اور زیر انتظام جماعت احمدیہ جالندھر شہر کے ایک تھیٹر میں امریکہ اور اسلام کے مضمون پر ایک پبلک لیکچر ہؤا۔ جس میں ہر مذہب و ملت کے معززین شہر کثرت سے موجود تھے۔ لیکچر

وصیت کرنے والوں کیلئے اعلان

چونکہ آج کل احباب کی توجہ وصیتوں کی طرف مبذول کرائی جارہی ہیں۔ اور اکثر دوست اس سعادت سے بہرہ ور ہو رہے ہیں۔ اس لئے مختلف مسودات وصیت کے شائع کئے جاتے ہیں ہر ایک صاحب اپنے حالات کے مطابق مسودہ نقل و مکمل کر کے بھجوائیں ؛

افسر مقبرہ بہشتی

معمولی وصیت نامہ ان لوگوں کیلئے جنکا گذارہ آمد پر ہے

میری جائداد اس وقت کوئی نہیں۔ اس وقت میری ماہوار آمد   ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا   حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ میرے مرنے کے وقت میری جس قدر جائداد ثابت ہو۔ جو مجھے بطور وراثت یا ہبہ حاصل ہوئی ہو۔ یا اپنی آمد سے پیدا کی گئی ہو۔ جس کا   حصہ میں نے داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں اپنی زندگی میں نہ کر دیا ہو۔ اس کے   حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی ؛

معمولی وصیت نامہ ان لوگوں کیلئے جن کا گذارہ صرف جائداد پر ہے

(۱) میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائداد ہو۔ اس کے   حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ ہوگی ؛

(۲) اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بحق وصیت داخل کرا دوں اور اسکے رسید حاصل کر لوں۔ تو ایسی رقم یا جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جاوے گی ؛

(۳) میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے۔ (نوٹ) یہاں جائداد منقولہ و غیر منقولہ کی تشریح کر دینی چاہیئے ؛

معمولی وصیت نامہ ان لوگوں کے لئے جن کا گذارہ ماہوار آمد پر ہے۔ مگر موجودہ حالت میں انکی کچھ جائداد بھی ہے ؛

میری اس وقت حسب ذیل جائداد ہے۔ جس کی کل قیمت   ہے۔ لیکن میرا گذارہ صرف اس جائداد پر نہیں۔ بلکہ ماہوار آمد پر ہے۔ جو کہ اس وقت   روپیہ ماہوار ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا   حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ اور یہ بھی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتا ہوں۔ کہ میری جائداد مندرجہ بالا نیز کسی اور جائداد کا جو مجھے بذریعہ وصیت یا ہبہ یا وراثت ملے یا اپنی آمد سے پیدا کی گئی ہو۔ جس کا   حصہ میں نے داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں اپنی زندگی میں ادا نہ کر دیا ہو۔ اس کے بھی   حصہ کی مالک میری وفات پر صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اور اگر میں کوئی روپیہ ایسی جائداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں کروں۔ تو اس قدر روپیہ اس کی قیمت سے منہا کر دیا جاوے گا ؛

ہدایات دفتر بہشتی مقبرہ

(۱) وصیت کنندہ مسودہ وصیت نامہ مرتبہ مشیر قانونی کے ماتحت مضمون وصیت درج فارم کرے۔ مگر اندراج مشکوک و محکوک نہ ہو۔ صاف خط ہو۔ دو قلموں اور دو سیاہیوں سے نہ لکھا ہو۔ اس پر دو گواہیاں معتبر اشخاص کی ضروری ہیں۔ ورثاء کی بھی ہوں تو اولےٰ ہیں بعد تکمیل فارم وصیت دفتر بہشتی مقبرہ میں بھیجدیں ؛

(۲) حصہ وصیت کم سے کم دسواں حصہ (۱/۱۰) اور زیادہ سے زیادہ تیسرا حصہ (۱/۳) ہونا چاہیئے ؛

(۳) عورت کی وصیت پر اس کے خاوند کی گواہی بطور تصدیق لازمی ہے۔ اور اس کا مہر بھی اس کا مال ہے ؛

(۴) چندہ شرط اوّل بغرض اجرائے سرٹیفکیٹ جو ہر موصی کے لئے حضرت مسیح موعود مرحوم مغفور علیہ التحیہ والتسلیم نے لازمی قرار دیا ہے۔ وہ وصیت نامہ کے لکھنے پر ہی حسب استطاعت دفتر محاسب میں بھیج دینا چاہیئے۔ تاکہ اجرائے سرٹیفکیٹ میں دیر نہ لگے ؛

(۵) وصیت کے متعلق خط و کتابت ناظر بہشتی مقبرہ سے کرنی چاہیئے ؛

(۶) جن لوگوں کی وصیت جائداد غیر منقولہ پر مشتمل ہو۔ ان کو لازم ہے۔ کہ جب دفتر بہشتی مقبرہ سے ان کی فارم وصیت منظور ہو کر ان کو اطلاع مل جائے۔ تو وہ اپنا وصیت نامہ علاقہ کے سب رجسٹرار سے تصدیق کروا کر بھجوایا کریں ؛

نوٹ :- وہ موصی جس نے زندگی میں حصہ وصیت دینا شروع کیا ہے۔ وہ اس کی ادائیگی کا خود ذمہ وار ہے وہ اپنا روپیہ حسب وصیت دفتر محاسب میں بھیج کر رسید حاصل کرے۔ تاکہ وہ مطالبہ پر زرِ مدخلہ کی تاریخ کا حوالہ دے سکے۔ جہاں تک ممکن ہو پابندی سے حسب اقرار چندہ موعودہ وقت پر ادا کیا جائے۔ تا اختتام سال پر نوبت مطالبہ نہ آئے ؛

نوٹ :- (۲) جو لوگ عشر آمد کی وصیت کریں۔ ان کو اپنی ماہوار آمد کا حصہ وصیت۔ وصیت کرنے کی تاریخ سے ہی ادا کرنا لازمی ہے۔ خواہ سرٹیفکیٹ کسی وقت ملے ؛

نوٹ :- (۳) موصی وصیت کر کے اپنے دستخط کے ساتھ مفصل پتہ عہدہ اور سکونت حال ضرور لکھا کریں ؛

عیسائی صاحبان کو چیلنج

مسیح موعود حضرت مرزا صاحب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ادنےٰ خادموں کے مقابلہ کی طاقت نہ رکھتے ہوئے عیسائی واعظوں نے احمدیوں کے حملوں سے بچنے کے لئے یہ راہ اختیار کی ہے۔ کہ ہمارے مقابلہ پر نبوت حضرت مرزا صاحب کے مضمون کو زیر بحث لایا کرتے ہیں۔ حالانکہ بحیثیت مسلم و مومن بالقرآن ہونے کے پہلا اختلاف ہمارا اور عیسائیوں کا نبوت محمد صلعم پر ہے۔ میرا خیال ہے۔ کہ ہمارے خلاف متعصب مسلمانوں کی خوشنودی یا حمایت حاصل کرنے کے لئے عیسائی ایسا کرتے ہیں۔ لیکن اگر عیسائی صاحبان کے دل میں واقعی تحقیق حق کا خیال ہے۔ تو میں انہیں ایک بہتر اور احسن طریق کی طرف دعوت دیتا ہوں۔ اور وہ یہ کہ جن معیاروں کی رُو سے انہوں نے پہلے نبیوں کو مانا ہے۔ اور جن اصول کے مطابق پہلے مسلّمہ راستبازوں کو مقرب الی اللہ کا درجہ دیتے ہیں۔ انہی کی رُو سے یہ عاجز خدا تعالےٰ حیّ و قیوم رحمان و رحیم خالق و مالک کے فضل اور تائید سے حضرت مرزا صاحب مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی سچا نبی ثابت کر دے گا۔ اور اگر عیسائی چاہیں کہ جو معیار و نشانات حضرت مسیح علیہ السلام نے اپنی صداقت پر قائم کئے ہیں۔ یا آپ کے حواریوں نے جن اصول کے ماتحت لوگوں کو آپ کی صداقت کا قائل کرایا ہے۔ انہی معیاروں کی رُو سے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سچا ثابت کروں۔ تو میں اس بات کے لئے بھی بسر و چشم طیار ہوں۔ یہ مقابلہ تحریری ہونا چاہیئے۔ جو پبلک میں بھی آتا رہے تا عام لوگ اس سے فائدہ اٹھا سکیں۔ کیا میں امید کروں۔ کہ میری اس دعوت کو منظور کرتے ہوئے عیسائی صاحبان تحریری مقابلہ کے لئے تیار ہونگے۔ اس کے لئے میں تمام عیسائی مناظروں اور خاص کر پادری عبد الحق صاحب کو توجہ دلاتا ہوں ؛

(خاکسار غلام احمد مولوی فاضل از قادیان)

احمدیہ جماعتوں کی سالانہ رپورٹیں

تمام احمدیہ جماعتیں اپنی اپنی جماعت کی سالانہ رپورٹ ارسال کر کے مشکور فرمائیں۔ جس میں بتفصیل یہ ذکر ہو۔ کہ گذشتہ مجلس مشاورۃ میں جو تجاویز پاس ہوئی تھیں۔ ان کی تعمیل میں کیا کیا کوشش کی گئی ہے ؛

(ذوالفقار علی خاں۔ قائمقام ناظر اعلےٰ)

اشتہارات

نارتھ ویسٹرن ریلوے نوٹس

کالکا شملہ سیکشن میں جو قواعد و نرخ اس وقت جاری ہیں ان کو منسوخ کر کے یکم اپریل ۱۹۲۶ء سے نارتھ ویسٹرن ریلوے کے گڈس ٹریفک کے قواعد و نرخ جاری کئے جائیں گے۔ لیکن کوئلہ کوک اور پیٹنٹ ایندھن کا کرایہ اس سیکشن میں فسٹ کلاس ریٹ کے مطابق یعنی ۴۳۰ء۱ پائی فی ٹن فی میل کے حساب سے لیا جائے گا۔
کالکا شملہ سیکشن پر اصل فاصلہ کی بجائے دو گنے فاصلے کا کرایہ گڈس ٹریفک کیلئے وصول کیا جائے گا۔

ہیڈ کوارٹرز آفس — ڈی۔ ایچ۔ بوتھ
لاہور ۲۷ جنوری ۱۹۲۶ء — برائے ایجنٹ

اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی

بعدالت جناب مولوی محمد نواب خانصاحب ثاقب عدالتی سب جج باختیارات ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ سرکار ریاست مالیر کوٹلہ

بھانا ولد پیرا دھالی بانیہ سکنہ مالیر کوٹلہ مدعی

بنام

برکت پسر جیوا قوم کمبو سکنہ مالیر کوٹلہ مدعا علیہ

دعوے دلا پانے مبلغ ماعہ/ روپے تمسک
مورخہ ۹ مارچ ۱۹۲۱ء

مقدمہ مندرجہ عنوان برکت مدعا علیہ لاپتہ ہے۔ اس پر معمولی طریق سے تعمیل سمن ہونی مشکل ہے۔ لہذا اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی بغرض حاضری مدعا علیہ جاری کیا جاتا ہے کہ مدعا علیہ مذکور بتاریخ ۱۷ فروری ۱۹۲۶ء اصالتاً یا وکالتاً عدالت ہذا میں حاضر ہو کر پیروی و جوابدہی مقدمہ کرے۔ بصورت عدم حاضری اسکے خلاف کارروائی یکطرفہ عمل میں لائی جاوے گی۔
آج بتاریخ ۳۰ جنوری ۱۹۲۶ء بہ ثبت دستخط ہمارے اور مہر عدالت کے جاری کیا گیا۔

مہر عدالت — دستخط حاکم

بعدالت جناب بابو دسوندھا سنگھ صاحب بی۔ اے
سب جج درجہ چہارم گورداسپور

گھسیٹا سنگھ ولد دسوندا سنگھ بادا سنگھ ولد گھسیٹا سنگھ قوم جٹ سکنہ موضع گھومن کلاں تحصیل [illegible] مدعیان

بنام

منگل سنگھ ولد ویر سنگھ۔ ویر سنگھ نمبردار ولد شیر سنگھ۔ ہرنگا گنگو پسران سرجن۔ ادھا گر ولد لدتو۔ رتن سنگھ ولد بہنا قوم جٹ سکنہ گھومن کلاں تحصیل گورداسپور مدعا علیہ
دعوے استقرار حق

اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی

مقدمہ مندرجہ عنوان میں گنگو مدعا علیہ ۲؎ و جیون سنگھ مدعا علیہ ۳؎ کے برخلاف سمن جاری کئے گئے۔ لیکن تعمیل سمن نہیں ہوئی۔ درخواست بیان حلفی پیش کردہ مدعیان سے واضح ہوتا ہے کہ ہر دو مدعا علیہ مذکورہ بالا تعمیل سمن سے دیدہ دانستہ گریز کرتے ہیں۔ لہذا ان کے برخلاف اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی جاری کیا جاتا ہے۔ کہ مدعا علیہم مذکورہ بالا بتاریخ ۲۴/۲ کو حاضر عدالت ہو کر پیروی و جوابدہی مقدمہ کریں۔ ورنہ ان کے خلاف کارروائی یکطرفہ عمل میں لائی جاویگی۔
آج بثبت ہمارے و مہر عدالت جاری ہوا۔ ۸/۲/۲۶

مہر عدالت — دستخط حاکم

بٹالہ کے مشہور و معروف آہنی خراس منگائیں

یہ خراس جس قدر مقبولیت حاصل کر چکے ہیں۔ وہ کسی سے پوشیدہ نہیں ہے۔ چلنے میں نہایت ہلکے۔ بے حد مضبوط۔ دستی چکی کی طرح ان سے پسا ہوا آٹا بھی زیادہ مقوی اور اصلی حالت میں ہوتا ہے۔ آٹا گرم نہیں نکلتا۔ قیمت بہت معمولی۔
علاوہ ازیں چارہ کترنے کی مشینیں۔ آہنی رہٹ (دہٹ) چاولوں کی مشینیں ڈرائس بلر۔ خراد۔ واٹر پمپ۔ ہل آہنی۔ مشین ورما۔ سیویاں اور بادام روغن کی مشینیں عمدہ و بارعایت ہم سے طلب کریں۔ ہر قسم کی ڈھلائی کا کام کرایا جاتا ہے۔ قیمتیں وغیرہ لکھ کر دریافت کریں۔
ایم عبدالرشید اینڈ سنز۔ جنرل سپلائرز۔ احمدیہ بلڈنگ
بٹالہ۔ پنجاب

زرعی زمین پانچ کنال دس مرلہ

ایک قطعہ تعدادی پانچ کنال دس مرلہ واقعہ موضع بھینی بانگر ملحق قصبہ قادیان آبادی کے قریب شمالی رُخ پر جو کہ فی الحال زرعی ہے بحساب چار روپیہ فی مرلہ۔ ۴۴۰ روپیہ پر قابل فروخت ہے۔ سب سے پہلی درخواست کو ترجیح دیجاویگی۔ جن احباب کو خرید منظور ہو ذیل کے پتہ پر خرید فرما دیں۔
سید محمد عبداللہ دار الفضل قادیان ضلع گورداسپور

آنکھ کی بےنظیر دوائی

خدا کے فضل سے آنکھ کی ہر مرض کیلئے مفید ہے۔ اشتہاری شرط ہے۔
قیمت فی تولہ ایک روپیہ۔ نمونہ کا پیکٹ ایک آنہ۔ محصولڈاک بذمہ خریدار۔
محمد احمد اینڈ کمپنی قادیان

اہل جرمن کی حیرت انگیز کاریگری کیمیکل گولڈ سونے کی چوڑیاں

جرمن والوں نے جہاں اور ہزاروں چیزیں عجیب و غریب ایجاد کی ہیں۔ وہاں یہ کیمیکل گولڈ کی چوڑیاں بھی اس قدر نفیس بنائی ہیں کہ انکی جتنی بھی تعریف کیجائے کم ہے۔ یہ چوڑیاں ایک خاص قسم سے بنائی ہیں۔ ان پر نہایت خوشنما بیل بوٹوں کا کام ہو رہا ہے۔ نہایت خوبصورت معلوم ہوتی ہیں۔ اصلی ملمع نہیں ہیں۔ کسوٹی پر لگاؤ تو بجنس ہو کاٹ تو بالکل سونے کے۔ دستی رکھنے سے کالی نہیں پڑتیں۔ زنگ نہیں لگتا۔ میلی نہیں ہوتیں۔ پانسو روپیہ کی چوڑیاں بھی ان کے آگے مات ہیں۔ بڑی بڑی بیگمیں انکو استعمال کرتی ہیں۔ بنگال اور دکن میں تو ان کا عام رواج ہے۔ قیمت فی سٹ جس میں ۱۲ چوڑیاں ہیں معہ محصول۔ پیشگی خریدار کو ایک سٹ مفت۔ [illegible] ہاتھ کی گھڑی انعام۔ فرمائش کے ساتھ ناپ ضرور بھیجئے۔ ملنے کا پتہ
سیٹھ اظہار الحسن سوداگر ڈوری بازار [illegible] نمبر ۹

حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمعیل صاحب اسسٹنٹ سرجن کا مجرب ریجونیٹر

ریجونیٹر قوت کی بےنظیر اور لاثانی دوا ہے۔ جو بکثرت خون پیدا کر کے جگر و معدہ۔ دل اور دماغ کو قوی کرتی ہے۔ اور تمام اعضاء رئیسہ کو قوت بخشتی ہے۔ تمام قسم کی اعصابی امراض اس سے رفع ہوتی ہیں۔ ریجونیٹر مردوں اور عورتوں کے لئے یکساں مفید ہے۔ ایسے لوگوں کے لئے جو لمبی بیماری سے اٹھے ہوں یا سل یا دق والوں کے لئے مکمل علاج ہے۔ عورتوں کی خاص امراض کا نہایت ہی مجرب اور موثر علاج ہے۔ مثلاً بدن کی عام کمزوری۔ رنگ کا زرد پڑ جانا۔ دل کا گھبرانا۔ ہاتھ پاؤں کا مڑنا۔ اولاد کا نہ ہونا۔ یا ہو کر بچپن میں فوت جانا۔ کمر اور جوڑوں میں درد وغیرہ کی لاثانی دوا ہے۔ ریجونیٹر حاملہ عورتوں کو تمام جسمانی تکالیف سے محفوظ رکھ کر تندرست اولاد کا موجب ہوتی ہے اور چھوٹے بچوں کے لئے جو پیدائشی کمزور ہوں۔ بطور روح حیات کے ہے۔ آزمائش شرط ہے۔
ریجونیٹر بیماروں کے علاوہ ہر تندرست مرد اور عورت کی زندگی میں ایک نئی روح پھونک دیتی ہے۔ اور بہت سی بیماریوں سے محفوظ رکھتی ہے۔ باوجود نہایت مفید ہونے کے قیمت فی شیشی مکمل علاج (ایکماہ کی خوراک) صرف ساڑھے تین روپیہ ہے۔ نمونہ سات روز کی خوراک ایک روپیہ۔

تیار کردہ
ایس اے حکیم احمدی۔ کوچہ چیلاں۔ دہلی۔

ہندوستان کی خبریں

—— دہلی ۸ر فروری۔ سرکاری طور پر اطلاع موصول ہوئی ہے۔ کہ مسٹر ٹی۔ اے۔ رکی اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ آف پولیس کو ۷ر فروری کے دن دوپہر کے بعد مردان میں گولی کا نشانہ بنا دیا گیا ہے۔ اس قتل کے متعلق ابھی تفصیلات نہیں معلوم ہوئیں۔

—— "پرتاپ" بحوالہ "کرم ویر" رقمطراز ہے۔ کہ ریاست میسور کے سابق دیوان مسٹر بنرجی ۶ ہزار روپیہ ماہوار تنخواہ پر ریاست کشمیر کے وزیر اعظم مقرر ہونے والے ہیں۔

—— بنگلور ۶ر فروری۔ اکیس ہنڈل سونا جن کی قیمت تقریباً ساڑھے دس لاکھ ہوتی ہے۔ کولار کی کانوں سے بمبئی بھیجا گیا ہے۔ یہ مقدار جنوری کے نصف مہینہ میں پانچ کانوں سے نکلی ہے۔ پورے مہینے میں جس قدر سونا نکلا ہے۔ اس کی مجموعی قیمت ۱۰ لاکھ ۹۲ ہزار روپیہ سے کچھ زیادہ ہے۔

—— لاہور ۱۲ر فروری۔ لاہور میڈیکل کالج کے پرنسپل کو لیڈی ریڈنگ کی طرف سے ۵ ہزار روپوں کا عطیہ ملا ہے۔ جو مریضوں کے لئے ضروری سامان کے خریدنے میں صرف کیا جائے گا۔

—— قاہرہ ۸ر فروری (ٹائمز آف انڈیا کا خاص تار) خلافت کمیٹی جامعہ الازہر نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ ۳ر مئی کو مقام قاہرہ ایک مؤتمر اسلامی کا انعقاد کیا جائے۔ جس میں جدید خلیفۃ المسلمین کا انتخاب عمل میں آئے۔ دنیائے اسلام میں ہر جگہ دعوت نامے بھیجے جا رہے ہیں۔

—— دہلی ۱۰ر فروری۔ وائسرائے نے حکم دیا ہے۔ کہ جو حاجی کلکتہ کی بندرگاہ سے سوار ہوں۔ وہ واپسی کے کرایہ کے لئے ایک ایک سو روپیہ جمع کرائیں۔ یہ روپیہ کلکتہ کے پولیس کمشنر کے پاس رہے گا۔ یا جو اور افسر اس کام کے لئے مقرر کر دیں۔

—— کلکتہ ۶ر فروری۔ بنگال کی کھیلوں کی میٹنگ جو آج ہوئی اس میں سب سے نمایاں تبدیلی یہ ہوئی۔ کہ اس سال نوجوان عورتوں نے بھی مقابلہ کے کھیلوں میں حصہ لیا ہے۔

—— بمبئی عمر کھاڈی ۸ر فروری۔ وفد خلافت جو حجاز گیا تھا۔ آج صبح کے وقت جہانگیر جہاز کے ذریعہ سے یہاں پہنچ گیا۔

—— رنگون ۶ر فروری۔ سلنگ کی بستی میں غلاموں کی نجات کا کام نہایت اطمینان بخش طریقہ سے جاری ہے۔ آزاد شدہ اشخاص انہیں دیہات میں رہائش اختیار کر رہے ہیں۔ جہاں وہ بیشتر ازیں رہتے تھے۔ چند آزاد غلام اس علاقہ سے باہر چلے گئے ہیں۔

—— کارڈ و لفافہ کی قیمتوں میں کمی کرنے کی جو تجویز اسمبلی میں ۱۰ر فروری کو پیش ہوئی۔ وہ کثرت رائے سے دوسرے موقع کے لئے ملتوی ہو گئی ہے۔

—— دہلی ۹ر فروری۔ ہز ایکسیلنسی وائسرائے نے آج جدید کونسل آف اسٹیٹ کو خطاب کیا۔ آپ نے عام مفاد کے تمام معاملات پر مختصر تبصرہ کرتے ہوئے اہم اعلانات کئے۔ یہ اعلان خصوصیت کے ساتھ اہم تھا۔ کہ ہندوستان میں ایک بحری بیڑہ قائم کیا جائیگا گورنمنٹ ہند نے قطعی تجاویز مرتب کرنے کے لئے ایک کمیٹی کا تقرر کیا ہے۔ جو لارڈ رالنس (چیرمین) اور سر ل رجینالڈ سرلی ان پر مشتمل ہوگی۔ وائسرائے نے دوسرا اعلان یہ کیا کہ گورنمنٹ نے یہ طے کر لیا ہے۔ کہ افیون کی برآمد میں رفتہ رفتہ کمی کی جائے یہاں تک کہ ایک وقت میں قطعی بند ہو جائے۔ اور سوائے طبی اغراض کے اور کسی کام میں استعمال نہ ہونے پائے۔

—— کلکتہ ۸ر فروری۔ معاصر بنگالی کو معلوم ہوا ہے۔ کہ وائسرائے ہند نے مہاراجہ صاحب ہلکر والئے اندور کے قتل باؤلہ و اغواء ممتاز کے متعلق تحقیقات کی جو کمیشن مقرر کیا ہے۔ اس کے اراکین کا بالآخر تصفیہ ہو گیا۔ اس میں کلکتہ کے جج رنکن اور الٰہ آباد ہائی کورٹ کے چیف جسٹس سر گریم ووڈ مسٹر جے ، پی تھامسن مہاراجہ پٹیالہ اور مہاراجہ بیکانیر شامل ہیں۔

—— کلکتہ ۹ر فروری۔ ہفتہ مختتمہ ۳۰ر جنوری کی رپورٹ مظہر ہے۔ کہ بنگال کے گیارہ اضلاع میں ہیضہ بڑے زور سے چمک رہا ہے۔

—— لاہور ۶ر فروری۔ ڈپٹی کمشنر راولپنڈی کو جسٹس فورڈ نے اس بنا پر سخت ملامت کی ہے۔ کہ انہوں نے ایک مقدمہ میں جو ایک سب جج کی عدالت میں دائر تھا۔ مداخلت کی اور بعض کاغذات کے ہٹائے جانے کا حکم دیا۔ جس کی وجہ سے سائل نے مقدمہ کی منتقلی کی ہائی کورٹ میں درخواست کی۔ اور شکایت کی کہ ڈپٹی کمشنر کے حکم کی وجہ سے وہ ایسی مادی شہادت پیش کرنے سے محروم کر دیا گیا۔ جس سے اس کو اپنی صفائی میں بڑی مدد ملتی

ممالک غیر کی خبریں

—— لنڈن ۵ر فروری۔ اخبار "ٹائمز" کا نامہ نگار مقیم ریگا لکھتا ہے۔ کہ ماسکو میں اعلان کیا گیا ہے۔ کہ برلن سے ماسکو تک ہوائی جہاز کی آمد و رفت کی جو تجویز تھی۔ وہ اب پایۂ تکمیل کو پہنچ گئی ہے۔

—— بغداد ۵ر فروری۔ کئی دن کی مسلسل بارش کی وجہ سے بغداد اور بیت المقدس کے مابین جو ریگستانی حصہ ہے۔ وہ بالکل تر آب ہو گیا ہے۔ تیرن سے ڈاک بغداد آ رہی تھی۔ وہ یہاں سے ۱۳۰ میل کے فاصلہ پر پانی کی وجہ سے رک گئی۔ اور نہ آ سکی۔ ڈاک ہوائی جہاز پر منتقل کی گئی اور تب بغداد آئی۔

—— طہران ۸ر فروری۔ حال ہی میں روس نے ایرانی قالی کی خرید کے خلاف ایک فرمان جاری کیا ہے۔ جس کی وجہ سے گمرک کی آمدنی میں ہزار ہا تومان روزانہ کا نقصان ہو رہا ہے۔

—— کیپ ٹاؤن ۸ر فروری۔ اسمبلی میں مسودہ مخالفت ایشیاء کی پہلی خواندگی ۱۰ آرا کے مقابلہ میں ۸۱ آرا کی کثرت سے منظور ہو گئی۔ دوسری خواندگی کے لئے ۲۲ر فروری مقرر کی گئی ہے۔ جنرل سمٹس اور افریقی جماعت کے متعدد ارکان غیر جانبدار رہے۔

—— لزبن ۷ر فروری۔ پرتگال میں جو بغاوت ہوتی تھی۔ اس کے متعلق مزید حالات سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ باغیوں کے سرغنوں کو جہاز بیڑی لائنر پر سوار کر کے دیر روز میں جلا وطن کر دیا گیا ہے۔

—— روما ۷ر فروری۔ گذشتہ شب سگنور موسولینی نے پارلیمنٹ میں جرمنی کو یہ سخت دھمکی دی۔ کہ اگر حکومت جرمنی نے اطالیہ کے بائیکاٹ کی جدوجہد کے پروپاگنڈا میں کسی قسم کی مدد دی یا ان لوگوں کی حمایت کی۔ تو اطالیہ سخت ترین منتقمانہ کارروائیاں کرے گا مشتعل ارکان پارلیمنٹ نے سگنور موسولینی کو خوب چیرز دیئے۔ جرمنی میں جانے والی ہر ایک اطالوی چیز کے مقاطعہ کا حوالہ دیتے ہوئے کہا۔ کہ اگر یہ بائیکاٹ شروع ہو گیا۔ اور حکومت جرمنی نے اس پر کوئی کارروائی نہ کی۔ تو ہم ان سے کئی گنا زیادہ مقاطعہ اور بہت زیادہ منتقمانہ کارروائیاں کریں گے۔ ہم مہذب ہیں مگر بعض اوقات اینٹ کا جواب پتھر سے دینا پڑتا ہے۔ معاہدہ ویرنج میں ہماری جو روش ہے۔ ہم اس سے ایک انچ بھی ادھر ادھر نہ ہٹیں گے۔

—— پیرس ۱۰ر فروری۔ بیروت کا ایک پیغام مظہر ہے کہ فرانس کا ہائی کمشنر شام موسیو جو دنیل انگورا جاتے ہوئے بیروت پہنچ گیا ہے۔ یہ انگورا پہنچ کر ترکی حکومت سے گفت و شنید کرے گا۔ اس باہمی مذاکرہ کا ایک نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ ترکی کی طرف سے سرحد شام پر مزید حملے بند ہو جائیں گے۔ حال ہی میں ایک حملے کی وجہ سے حلب کے شمال مغربی گوشے میں جنگ ہو پڑی۔

—— لنڈن ۱۰ر فروری۔ "ڈیلی ٹیلیگراف" کا نامہ نگار متعینہ ریگا رقمطراز ہے۔ کہ ماسکو کا ایک پیغام مظہر ہے۔ کہ بحیرہ اسود اور بحیرہ روم میں ترکی بندرگاہوں کو مستحکم اور قلعہ بند کیا جا رہا ہے۔ حکومت سویٹ اس استحکام کے لئے حکومت انگورا کو عمارتی اور فوجی اسباب اور سامان بہم پہنچا رہی ہے۔

—— لنڈن ۹ر فروری۔ دار العوام میں مسٹر پانسوبی کے ایک سوال کے جواب میں مسٹر آسٹن چیمبرلین نے کہا۔ کہ معاہدہ بحرہ میں جس پر یکم نومبر ۱۹۲۵ء کو دستخط ہوئے تھے۔ ابن سعود کو ملک حجاز تسلیم کرنے کی کوئی شرط نہیں ہے۔

—— لنڈن ۸ر فروری۔ مسٹر ایمری نے لیڈز میں تقریر کرتے ہوئے کہا۔ مصر کی خیر اسی میں ہے۔ کہ وہ برطانیہ کا ادب و لحاظ

(منشی عبدالرحمٰن صاحب گنجبری قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپ کر مالکان کیلئے قادیان سے شائع کیا)